بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

توضیح الفحویٰ

فی مسئلہ

اجتماع مہدیؑ و عیسیٰؑ

تالیف

علامتہ العصر مولٰنا مولوی الحاج حضرت سید شہاب الدین صاحبؒ

صدر مجلس علمائے مہدویہ ہند

﴿باہتمام﴾

مجلس علمائے مہدویہ ہند

حیدر آباد۔ دکن

محرم ۱۳۷۴ ہجری

تشکر

مُبَسْمِلاً وَّ مُحمدّاً وَّ مُصَلِّیاً

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ نہایت ہی نا مساعد حالات کے باوجود مجلس علما کی دینی وعلمی خدمات کا سلسلہ جاری ہے جس میں بحر العلوم اُستاذ العلماء فخر الملت علامہ سید اشرف شمسیؒ کی تالیف تفسیر ''لوامع البیان'' کی طباعت کا کام جو کوئی پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے قوم میں ایک عظیم اور فقید المثال کارنامہ ہے اس وقت تک پانچویں جز کی طباعت قریباً تکمیل ہے۔ جس کے آٹھ سو سے زاید صفحات ہیں۔ یہ نادر سرمایہ عربی زبان میں ہے اور علوم وفنون ومسائل مذہب مہدویہ کا مخزن ہے جس کی اہمیّت کو دنیاے اسلام کے علماء بھی محسوس فرمائیں گے۔

اس نازک زمانہ میں اس کی طباعت کے علاوہ دوسرے رسالہ کی طباعت آسان کام نہیں۔ اس وقت تک تفسیر کے لئے جس قدر سرمایہ فراہم ہوا وہ سب ہمارے مخلص دوست، قدیم ساتھی برادرم جناب مولوی سید نجم الدین صاحب یداللّٰہی اہل بڑودہ رکن مجلس علمائے مہدویہ ہند کی اعلیٰ ہمّت، بلند حوصلہ اور مستقل مزاج شخصیت کی جدوجہد کا نتیجہ ہے اگر اور بھی حضرات اسی طرح اس جانب توجہ مبذول فرمائیں تو خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہوسکتا ہے، مفید اور ضروری مسائل پر مشتمل رسائل کی اشاعت کی تکمیل ہوسکتی ہے۔ اس موقع پر بارگاہ رب العزت میں پرخلوص التجا ہے کہ

''امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے''

مسئلہ مہدیت سے متعلق دو امور نہایت اہم اور بنیادی ہیں جن کی نسبت عام طور پر بے اصل نظریات کی شہرت پائی جاتی ہے۔ ایک یہ کہ مہدیِ موعودؑ کی بعثت کے بارے میں جو احادیث پائی جاتی ہیں۔ اُن کی از روئے اصول حدیث کیا حیثیت ہے؟ اور کیا اُن احادیث کی بنا پر امت محمدؐیہ میں مہدیِ موعودؑ کی ضرورت بعثت پر اعتقاد داخل ایمانیات ہے؟

دوسرا یہ کہ ''عیسیٰؑ اور مہدیؑ ایک زمانہ میں ہونگے اور ایک دوسرے کے بارے میں عموماً مقدمۂ ابن خلدون کی وجہ سے غلط فہمی پیدا اور شائع ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ اس میں چند احادیث بر جرح کر کے نا قابل اعتقاد قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر چہ بعض علمائے اسلام نے اس کی تردیدات شائع کی ہیں لیکن بحر العلوم علامہ شمسیؒ کا ایک رسالہ ''اصلاح الظنون من کلام ابن خلدون'' نہایت مفید وجامع ہے۔ جس میں ابن خلدون کے تمام شکوک واوہام کو عالمانہ ومحدثانہ شان میں رفع کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر مہدویہ میں اس سے قبل کوئی ایسی مستقل کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ پہلی اور نادر کتاب ہے جس سے نہ صرف قوم کو بلکہ دنیائے اسلام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اسکی اشاعت بھی مجلس کے پیش نظر ہے۔

امر دوم کے متعلق بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ کونسے خلیفۃ اللہ کا ظہور علامات قیامت کی کونسی اقسام میں شامل ہے لیکن عام طور پر یہی مشہور ہے کہ عیسیٰؑ ومہدیؑ ایک زمانہ میں ہونگے اور ایک دوسرے کی اقتدا کریں گے چونکہ ظہور مہدیِ موعودؑ ومسیح موعودؑ کا مسئلہ وقوع

قیامت کی طرح داخل اعتقادات ہے اس لئے اس کے متعلق صحیح معلومات فراہم کرنا دین کی اہم خدمت ہے اور یہ قابل شکر فریضہ ہے۔

زیر نظر رسالہ (توضیح الفحوی) جو مجلس علمائے مہدویہ ہند کی جانب سے شائع کیا گیا ہے اسی موضوع پر مشتمل ہے جس کو قوم کی وحید العصر ہستی یعنی حامل اوصاف حمیدہ و ملکات فائقہ عالم اسرار شریعت عراد طریقت حقہ، علامتہ العصر مولانا سید شہاب الدین صاحب صدر مجلس علمائے مہدویہ ہند نے مرتب فرمایا ہے جس کے مطالعہ سے نہ صرف مہدوی بھائیوں کو ہی فائدہ ہوگا بلکہ عام مسلمانوں کے لئے بھی معلومات کا گرانقدر تحفہ متصور ہوگا۔ کیونکہ اس میں حضرت مہدیِ موعود اور حضرت مسیح موعود علیہما السلام کے زمانہ بعثت سے متعلق اہم اور ضروری مواد ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کی وجہ ہر اُس شخص کو جو بعثت مہدیِ موعودؑ کا معتقد ہے اور ایسے ہی علمائے اسلام کو بھی اس موضوع سے متعلق دلایل بیک نظر دیکھنے میں سہولت حاصل ہے۔

استدلال اور طرز بیان میں مولف ممدوح کے وقار، تدبر، آداب و اوصافِ حمیدہ کی جوشان جلوہ گر ہے محتاج تشریح نہیں۔ ہم مولنا موصوف کے ممنون ہیں اور ہمارا دل مسّرت سے مامور ہے کہ تخمیناً اسّی سالہ ضعیف العمری اور ناسازی مزاج کے باوجود مفاد عام سے تعلق رکھنے والی تحریک کو بمسرت قبول فرمایا۔ اور چند ہی دنوں میں یہ رسالہ مکمل کر کے مجلس کے تفویض فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ سے قلبی التجا ہے کہ خوش نصیبی سے جامع کمالات ہستی صدر مجلس مدظلہم کی جو موجود ہے اس کو صحت و عافیت اور امن و سکون کے ساتھ سلامت رکھے تاکہ اس کے سایہ فیض آیہ میں جس قدر خدمت دین ممکن ہو انجام پاسکے۔ آمین یارب العالمین۔

نیز ہمارے معاون خاص مخلص دوست جناب مولوی سید نجم الدین صاحب یداللّٰہی بھی شکریہ اور دعاے خیر کے مستحق ہیں جن کی مالی امداد سے اس رسالہ کی اشاعت ہوئی ہے۔

فقیر ابوسعید سید محمود تشریف اللّٰہی

معتمد مجلس علمائے مہدویہ ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی خلق الجن والانس بقدرتہ الکاملۃ وارسل الانبیاء والرسل لھدایتھم برحمتہ الفاضلۃ ثم ختم النبوۃ والرسالۃ علیٰ خاتم انبیائہ وبعث الامام المھدی الموعود وجعلہ خاتم اولیائہ صلی اللّٰہ علی الخاتمین وعلی اٰلھما واصحابھما وسلم تسلیما کثیرا۔

اما بعد المفتقر الی اللہ القوی فقیر سید شہاب الدین المہدوی خلف جامع علوم منقول ومعقول و ماہر اسرار شریعت و واقف رموز حقیقت مرشدنا ومولانا سید نصرت تغمدہ اللّٰہ بغضرانہ واسکنہ بجنانہ ۔ناظرین کرام سے عرض کرتا ہے کہ مجلس علمائے مہدویہ (ھند) حیدرآباد دکن کے محترم ارکان کے مابین بنظر تحقیق علمی و دینی مسائل پر اکثر مذاکرہ ومباحثہ ہوتا رہتا ہے اسی ضمن میں اجتماع مہدیؑ وعیسیٰؑ کا مسئلہ بھی زیر بحث رہا محترم احباب نے تحریک فرمائی کہ اس مسئلہ کی تمام متعلقہ مباحث کوایک رسالہ کی صورت میں ترتیب دیا جائے تو مناسب ہوگا عام لوگوں پر اس مسئلہ کی حقیقت منکشف ہوگی! ان محترم احباب کی اس تحریک پر اس فقیر ہیچ مداں نے اپنی معلومات کے موافق اس رسالہ کی ترتیب شروع کی اور بحمد اللہ یہ رسالہ ایک ہفتہ کے اندر اختتام کو پہنچا۔

انبیاء علیہم السلام کا یہ دستور رہا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو معلومات ہوتی ہیں ان کے مطابق اپنی امتوں کو آئندہ پیش ہونے والے خطرات محادثات سے یا بعد میں ظہور کرنے والے کسی ہادی یا نجات دہندہ کی قبل از قبل خبر دیتے آرہے ہیں توریت وانجیل اور دوسرے انبیاءؑ کی کتابوں میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیشین گوئی اسی کی مثال ہے اسی سنت انبیاءؑ کے موافق حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری اور بہت سی پیشین گوئیوں کے ساتھ اپنی اُمت کو امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور ونزول کی بھی ضروری پیشین گوئی فرمائی یہی وجہ ہے کہ قریباً تمام اسلامی فرقے ان دونوں خلیفۃ اللہ کے ظہور و بعثت کے قائل ہیں (الا ماشاءاللہ)۔

جوفرقے وجودِ امام مہدی علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام اوران کی بعثت وظہور ضروریاتِ دین سے ہونے کے قائل ہیں ان میں بھی یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ بعض اس کے معتقد ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کا ایک ہی وقت اور ایک ہی مقام پر ظہور ہوگا بلکہ اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کو امام مہدی علیہ السلام کی علامات میں شمار کرتے ہیں۔

ان کے مقابل دوسرے فرقے اس اجتماع کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ دونوں خلیفۃ اللہ اُمتِ محمدیہ کو ہلاکت سے بچانے کیلئے اپنے اپنے زمانہ میں علیحدہ علیحدہ مبعوث ہوں گے اس وقت ہم بتوفیق اللہ اسی مسئلہ اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں مذہبوں میں کونسا مذہب حق ہے۔

مہدویہ بھی اجتماع کے قائل نہیں ہیں اسی لئے ہر زمانہ کے علمائے مہدویہ نے اپنے مسلکِ حق کے اثبات میں کچھ نہ کچھ تحقیق کی ہے لہذا مہدوی بھائیوں کی معلومات کیلئے علمائے مہدویہ کی تحقیقات کو ایک جگہ جمع کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ اربابِ قوم کو اس مسئلہ کی ضروری تفصیلات کی واقفیت حاصل کرنے میں سہولت ہو اور وہ متعدد علمائے قوم کی تحقیقات سے مستفید ہونے کیلئے مختلف

کتابوں کی ورق گردانی سے مستغنی ہو جائیں۔

اس مختصر رسالہ میں علمائے مہدویہ کی تحقیقات کے علاوہ مزید ضروری مباحث اضافہ کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے تاکہ برادرانِ قوم کی معلومات میں مفید اضافہ ہو۔

اس وقت ہمارے اس رسالہ کا موضوع بحث چونکہ یہی ایک مسئلہ اجتماع ہے اور دوسرے اختلافی مسائل پر تحقیقی نظر ڈالنا مقصود نہیں ہے۔اس لئے دوسرے مختلف فیہ مسائل سے کوئی بحث نہیں کی گئی ہے۔

اس رسالہ کی تدوین وترتیب میں کتب تفسیر وحدیث وغیرہ علوم متداولہ کے علاوہ علمائے مہدویہ کی مندرجۂ ذیل کتب سے جو ہمیں دستیاب ہوسکیں استفادہ کیا گیا اور مدد لی گئی۔

۱۔ مخزن الدلائل مولفہ حضرت قاضی منتجب الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ سراج الابصار مولفہ حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ جواہر التصدیق مولفہ حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ مستطاب مولفہ حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہید سدوٹ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ کحل الجواہر مولفہ علامۃ العصر مولانا ومرشدنا مولوی سید نصرت صاحبؒ

۶۔ حواشی کحل الجواہر مولفہ بحر العلوم مولانا واستاذنا مولوی سید اشرف شمسیؒ

علمائے مہدویہ کی جن تصنیفات وتالیفات سے مدد لی گئی ہے ان میں ''کحل الجواہر'' اوراس کے حواشی سے اس رسالہ میں زیادہ مدد ملی ہے اور انہی کے اقتباسات اس میں زیادہ درج ہیں۔

سب سے پہلے مسئلہ ''اجتماع'' کی بنا یا ماخذ کی تحقیق ضروری ہے کیونکہ جب تک یہ معلوم نہو کہ کسی مسئلہ کے بنیادی دلائل جن پر وہ مسئلہ مبنی ہے کیا ہیں؟ اور وہ دلائل کس حد تک قوی ہیں یا ضعیف؟ اس مسئلہ کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کا صحیح فیصلہ نہیں ہوسکتا۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور یا بعثت کے متعلق جتنے زیادہ صحابۂ رسول اللہؐ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے جس قدر کثیر التعداد احادیث مروی ہیں اور تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں ان کی مثال کسی دوسری اخبار مغیب میں نہیں مل سکتی۔ان احادیث میں امام مہدی علیہ السلام کے متعلق اکثر ضروری امور مفصل طور پر بیان ہوئے ہیں۔مثلاً آپؑ کی بعثت ایسی ضروریات سے ہونا کہ جب تک آپؑ کا ظہور نہ ہو دنیا ختم نہیں ہوسکتی۔قیامت نہیں آسکتی۔آپؑ سے بیعت کرنے کی اُمت کو یہ تاکیدات کہ اگر برف پر سے بھی رینگتے جانا پڑے تو جاؤ اور بیعت کرو۔ایسا ہی آپؑ کے نسب کا تفصیلی بیان کہ آپؑ کس نسل وخاندان سے ہوں گے۔آپؑ کے اور آپؑ کے والد ماجد کے نام کی تصریح۔آپؑ کا حلیہ شریفہ۔آپؑ کے اخلاق واوصاف آپؑ کے ہمراہی یعنے صحابہؓ کیسے لوگ ہوں گے وغیرہ وغیرہ وہ تمام امور جو کسی شخص موعود یا مبشر کے تعینِ شخصی میں کافی مدد دی سکتے ہیں وہ سب کچھ بیان کئے گئے ہیں۔لیکن ان تمام احادیث میں جو امام مہدی علیہ السلام کی شان میں وارد ہیں کہیں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر یا مسئلہ اجتماعِ مہدی وعیسیٰ (علیہما السلام) کا اشارہ تک نہیں پایا

جاتا ہے۔

ایسا ہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول وخروج دجال وقتل دجال کسر صلیب وغیرہ کے متعلق جس قدر صحیح احادیث وارد ہیں ان میں دجال کے حالات وواقعات اور عیسیٰ بن مریمؑ کے زمانہ کے واقعات اور اہلِ زمانہ کے حالات سب کچھ مذکور ہیں لیکن ان میں سے کسی صحیح حدیث میں بھی امام مہدی علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے۔اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اگر یہ دونوں خلیفۃ اللہ ایک وقت میں جمع ہونا ضروری ہوتا یا اپنے فرایض کی انجام دہی میں ایک دوسرے کے محتاج رہتے تو ایک کا وجود دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہوتا اور جہاں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور و بعثت وغیرہ متعلقات کا ذکر ہے وہاں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی ضرور ہوتا اور جہاں عیسیٰؑ بن مریمؑ کے نزول اور قتل دجال کسر صلیب وغیرہ کا ذکر ہے وہاں امام مہدی علیہ السلام کا ذکر بھی لزوماً رہتا حالانکہ ایسا نہیں ہوا ہے۔پس اس سے مسئلہ اجتماع کا صحیح ماخذ نہ ہونے کا یقین حاصل ہونے کے ساتھ ہی یہ خلجان پیدا ہوتا اور دعوت غور تامل دیتا ہے کہ آخر اس مسئلہ کی بنا کیا ہے۔

اس مسئلہ اجتماع کے تمام متعلقات مرفوع۔موقوف۔مقطوع احادیث اور ائمہ محدثین کے ذاتی وشخصی اقوال اور رائیں جو اس مسئلہ کے متعلق ملتی ہیں ان سب کو اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ کے مطابق جانچنے سے اس مسئلہ کی بنا یہ معلوم ہوتی ہے کہ۔

الف۔ کسی محدث نے اپنی ذاتی رائے وقیاس کسی حدیث کی تفسیر وتوضیح کے طور پر کسی واقعہ یا کسی فعل کو امام مہدی علیہ السلام کی طرف منسوب کردیا ہے جس سے امام مہدی علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ میں ہونے کا نتیجہ نکالا گیا ہے۔

ب۔ فرقۂ شیعہ اور فرقۂ اہلِ سنت کے اصولِ روایت مختلف ہیں۔اہلِ سنت شیعہ کی روایتوں کو اپنے اصول وضوابط تنقید احادیث کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں خیال کرتے اس مسئلہ میں فرقۂ شیعہ کی بعض روایتیں اہلِ سنت کے اصول پر جانچے بغیر درج ہوگئی ہیں اور ان سے اجتماعِ مہدی وعیسیٰ (علیہما السلام) کا نتیجہ مستخرج کیا گیا ہے جو اہلِ سنت کے اصول پر صحیح نہیں ہے۔

ج۔ بعض زاویوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی متعلقہ بعض احادیث کو امام مہدی علیہ السلام کی احادیث کے ساتھ خلط ملط یا ان میں الحاق واضافہ کردیا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں خلفاء اللہ کا بیک وقت مجتمع ہونا مستفاد ہوتا ہے۔ورنہ وہ ذاتی وشخصی اقوال اور یہ الحاق واضافہ اصل احادیث کا جُز نہیں ہیں۔

د۔ بعض احادیث جن سے اجتماعِ مہدی وعیسیٰ (علیہما السلام) کا نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ اسناد یعنی سلسلۂ روایت کے لحاظ سے ضعیف ہیں ضعیف اور غیر صحیح احادیث جن کے راوی مطعون ہوں اور قابلِ وثوق نہ ہوں ان کی نسبت ان کے قائلین کی طرف صحیح ہونے میں شک وشبہ ہوتا ہے۔اس لئے اس قسم کی احادیث بھی اعتقادیات قابلِ حجت نہیں ہوتیں۔

ہ۔ محدثین اہلِ سنت کی اصطلاح میں قول صحابی وقول تابعی کو جو رسول اللہ صلعم تک مرفوع نہ ہو حدیث موقوف وحدیثِ مقطوع کہتے ہیں۔اجتماعِ مہدی وعیسیٰ (علیہما السلام) کے متعلق بعض موقوف ومقطوع احادیث بھی درج ہوگئی ہیں۔لیکن اصولِ

حدیث کے نظر کرتے حدیثِ موقوف ومقطوع اخبارِ مغیب اوراعتقادیات میں قابل حجت نہیں ہے چنانچہ حدیث موقوف کی تعریف اوراس کا حکم یہ ہے۔

الموقوف هو مطلقاً ماروی عن الصحابی من قولٍ او فعلٍ متصلاً کان او منقطعاً ولیس بحجة علی الاصح۔	کسی صحابی کا قول یا فعل جوروایت ہوا ہووہ موقوف ہے خواہ وہ متصل ہو یا منقطع ۔ مذہب صحیح یہ ہے کہ موقوف حجت نہیں ہے۔

(رسالۂ اصول حدیث علامہ سید شریف جرجانی)

بعض مہدوی بزرگوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے چند احادیث دیکھی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مہدی علیہ السلام کی یا مہدی علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کی نماز میں اقتدا کریں گے لیکن ان بزرگوں نے یہ تصریح نہیں فرمائی ہے کہ وہ احادیث مرفوع اور صحیح بھی تھیں یا نہیں ۔ اس باب میں غیر صحیح اورضعیف یا موقوف ومقطوع جواحادیث ہیں ممکن ہے کہ ان بزرگوں کی نظر سے وہی احادیث گزری ہوں۔

پہلی اور دوسری ہی صورت یعنے کسی محدث کے ذاتی قیاس اور رائے سے کسی حدیث کوامام مہدی علیہ السلام سے متعلق کردینے اورفرقۂ شیعہ کی بعض روایتیں اہلِ سنت کی کتابوں میں درج ہوجانے کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ حدیث کی مشہور کتاب ''مسلم'' میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی حدیث لکھی ہے۔

عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه و سلم قال سمعتم بمدینة جانب منها فی البرو جانب منها فی الجر قالو انعم یا رسول الله قال لا تقوم الساعة حتی یغزوها سبعون الفاً من بنی اسحاق فاذا جاؤها نزلو افلم یقاتلوا بسلاح ولم یر مواسبهم قالوا لآالٰهَ الاالله والله اکبر فیسقط احد جانبها قال ثور لا اعلم الا قال الذی فی البحر ثم یقول الثانیة لا اله الا لله و الله اکبر فیسقط جانبها الأخر ثم یقول الثالثه لا اله الا الله والله اکبرفیفرج لهم فید خلو نها فیغنموا فبینما هم یقتسمون الغنائم اذجاء هم! لصریخ ان الدجال قد خرج فیتر کون کل شئی ویرجعون (مسلم کتاب الفتن)	ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس شہر کوسنا ہے جس کے ایک جانب خشکی اورایک جانب سمندر ہے صحابہؓ نے کہاہاں سنا ہے فرمایااس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک اولا داسحاق کے ستر ہزارآدمی اس پر حملہ نہ کریں گے جب وہ اس شہر پرآئیں گے نہ ہتیار سے لڑیں گےاورنہ تیر چلائیں گے بلکہ لآالٰهَ الاالله و الله اکبر کہیں گےاوراس کا دوسرا جانب گر پڑیگا پھرتیسری مرتبہ لآالٰهَ الاالله و الله اکبر کہیں گےاوران کے لئے ایک شگاف پڑ جایگااوروہ شہر میں داخل ہوجائیں گےاورغنیمت حاصل کریں گے۔ وہ غنائم تقسیم ہی کرتے رہیں گے کہ ایک چلاّنے والا یہ کہتا آئے گا کہ دجال نکل آیا۔ پس وہ سب کچھ چھوڑکر واپس ہوجائیں گے۔

اس حدیث کے راویوں کی تحقیق۔اس شہر کا تعین جس کی فتح کا اس میں ذکر ہے کہ اس سے قسطنطنیہ مراد ہے یا انطاکیہ یا کوئی اور شہر۔وغیرہ مباحث ایسے ہیں جو ہمارے موضوعِ بحث سے غیر متعلق ہیں اس لئے اس سے قطع نظر کر کے اس وقت صرف یہی بتانا کافی ہے کہ اس حدیث سے اس فتح کا زمانہ خروجِ دجال اور قیامت کے قریب معلوم ہوتا ہے۔اس شہر کے فاتح بنی اسحاق ہونے کی صراحت حدیث میں موجود ہے۔

''مسلم'' ہی نے ایک اور حدیث اسی مضمون کی کسی قدر اختلاف الفاظ وعبارت کے ساتھ ابو ہریرہؓ ہی کی روایت سے یہ لکھی ہے جس میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے اور دجال کو قتل کرنے کا بھی ذکر ہے۔اس میں حدیث اول کے مندرجہ مضامین کے سوا بھی اور مضامین ہیں چنانچہ وہ حدیث یہ ہے۔

عن ابی ھریرةؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال لاتقوم الساعة حتی ینزل الروم یا لا عماق او بدابق فیخرج الیھم جیش من المدینة من خیار اھل الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا و بین الذین سبوا منا نقاتلھم فیقول المسلمون لا واللّٰہ لا نخلی بینکم و بین اخواننا فیقاتلونھم فیھزم ثلث لا یتبوب اللّٰہ علیھم ابدا و تقیل ثلث ھم افضل الشھداء عند اللّٰہ و یفتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتحون قسطنطینیة فبینا ھم یقسمون الغنائم قد علقوا سیوفھم بالزیتون اذصاح فیھم الشیطان ان المسیح قد خلف کم فی اھلیکم فیخرجون و ذلک باطل اذاجاؤا الشام خرج فبینما ھم بعدون للقستال یسوون؟؟؟ اذا اقیمت الصلوٰة فینزل عیسی بن مریم صلی اللّٰہ علیہ و سلم فامھم فاذا راہ عدواللّٰہ ذاب کما یذوب المسلح فی الماء فلوترکہ لانذاب حتی یھلک ولکن یقتلہ اللّٰہ بیدہ فیدیھم دمہ فی حوبتہ (مسلم کتاب الفتن)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک رومی اعماق یا دابق میں نزول نہ کریں۔پس مدینہ سے ایک لشکر جو اس زمانہ کے بہترین لوگوں سے ہوگا ان کے مقابلہ کو نکلے گا۔جب وہ صف آرا ہونگے رومی کہیں گے کہ ہم کو ان لوگوں تک پہنچنے کا راستہ دو جنہوں نے ہمارے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے تا کہ ہم ان سے لڑیں۔مسلمان کہیں گے کہ ہم تم کو ہمارے بھائیوں تک جانے نہ دیں گے۔پھر وہ ان سے لڑیں گے اور (مسلمانوں کا) ایک تہائی لشکر شکست کھا جائے گا جن کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہ کریگا اور ایک تہائی شہید ہو جائیں گے جو افضل ترین شہدا ہوں گے اور تہائی لشکر فتحیاب ہوگا اور قسطنطنیہ کو فتح کریگا جبکہ وہ غنیمت تقسیم کر رہے ہونگے اپنی تلواریں زیتون میں لٹکائے ہوں گے اس اثنا میں شیطان پکارے گا کہ مسیح الدجال تمہارے پیچھے تمہاری اہل وعیال میں درآیا۔وہ نکل کھڑے ہونگے حالانکہ یہ خبر غلط ہوگی جب وہ ملک شام میں آئیں گے وہ (دجال) نکلے گا جب وہ جنگ کیلئے تیار اور صف بستہ ہو رہے ہوں گے نماز کی اقامت کہی جائے گی عیسیٰؑ بن مریم

نازل ہوں گے اور ان کی امامت کریں گے
جب دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا جس طرح
نمک پانی میں گھلنے لگتا ہے وہ ایسا گھلنے لگے گا اگر اس کو اس
کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ خود بخود گھل کر ہلاک ہو جائے گا
لیکن اللہ تعالیٰ اس کو عیسیٰؑ کے ہاتھ سے قتل کرے گا اور عیسیٰؑ
اپنے ہتیار پر لگا ہوا اس کا خون لوگوں کو بتلائیں گے۔

یہ دونوں حدیثیں معنی و مضمون کے اعتبار سے قریباً متحد ہیں فرق یہ ہے کہ حدیث ثانی میں ''**جيش من المدينة**'' مجمل ہے اور تعداد درج نہیں ہے۔ اور پہلی حدیث میں اس کی تفسیر ہوگئی ہے کہ وہ بنی اسحاق کے ستر ہزار ہوں گے حدیث اول میں جس شہر پر حملہ ہوگا اس کا نام نہیں ہے صرف ایک علامت یا نشانی بتائی گئی ہے کہ اس کے ایک طرف خشکی اور ایک طرف سمندر ہے۔ دوسری حدیث میں شہر کا نام قسطنطنیہ درج ہے۔ پہلی حدیث میں بغیر جنگ کے تکبیر سے فتح ہو جانا مذکور ہے اور دوسری حدیث میں جنگ ہونا اور لشکر کا ایک تہائی حصہ شکست کھا جانا اور ثلث حصہ شہید ہو جانا اور بقیہ ثلث کا میاب ہونا اور فتح پانا مذکور ہے دونوں حدیثوں میں اس واقعہ کا زمانہ متحد ہے جو خروج دجال کا زمانہ ہے لیکن پہلی حدیث میں نزول عیسیٰؑ بن مریم اور قتل دجال کا ذکر نہیں ہے اور دوسری حدیث میں یہ مذکور ہے غرض اسی قسم کا کچھ اختلاف بیان ہے۔

ان دونوں حدیثوں کو خواہ ایک ہی واقعہ سے متعلق تسلیم کریں خواہ علیحدہ علیحدہ دونوں میں امام مہدی علیہ السلام کا کہیں کوئی ذکر بلکہ آپؑ کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود ''مقدسی'' نے اس حدیث کی شرح کے طور پر اس ستر ہزار فوج کے امیر مہدی علیہ السلام ہونے کا شبہ ظاہر کیا ہے صاف ظاہر ہے کہ مقدسی کی ذاتی رائے اور ان کا شخصی قول ہے ان کے اس مجرد قول سے جو وہ بھی قطعی نہیں بلکہ خود مشتبہ ہے نہ یہ حدیثیں امام مہدی علیہ السلام سے متعلق ہو سکتی ہیں نہ اس شہر کی فتح کو امام مہدی علیہ السلام کی علامت میں شمار کیا جا سکتا نہ خروج دجال و نزول عیسیٰؑ بن مریم کے زمانہ میں مہدی علیہ السلام کا مبعوث ہونا یا موجود رہنا لازم آسکتا ہے۔ چنانچہ بعض مشہور علماء اہلِ سنت نے بھی مقدسی کے اس قول کے غلط ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ شیخ نجیب الدین واعظ دہلوی نے ''مدار الفضلا'' میں لکھا ہے جس کا ضروری اقتباس یہ ہے۔

قال المقدسی امیر هذه الطائفة لیشبه ان یکون مهدیاً هذا قول لا نفا ذله من وجه فما بال المقدسی اشتبه علیه الا مرحتی قال یشبه ان یکون المهدی لان فی نفی هذا لمعنی حدیثین صحیحین و اقوال العلماء المشاهیر

(سراج الابصار)

مقدسی کا قول ہے کہ اس فوج کے امیر مہدی ہونے کا شبہ ہے۔ لیکن یہ ایسا قول ہے جو کسی طور پر بھی چل نہیں سکتا۔ مقدسی کو کیا ہوگیا کہ ان پر نفس معاملہ مشتبہ ہوگیا جو یہ کہہ دیا کہ اس کے امیر مہدیؑ ہونے کا شبہ ہے کیونکہ دو صحیح حدیثیں اور مشہور علماء کے اقوال اس قول کی نفی کرتے ہیں۔

مدار الفضلا ہی میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ یہ حدیث امام مہدی علیہ السلام کے حق میں ہونا شیعہ کا قول ہے۔ لیکن علماء اہلِ سنت والجماعت ان کے اس قول کو غیر صحیح اور ان کی دلیل کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مدار الفضلا کی عبارت یہ ہے۔

زعمت الشیعة ... ان هذا الحدیث فی حق المهدی و تمسکوا بالحدیثا لمروی عن حذیفة و قال علماء اهل السنة والجماعة ان هٰذا التمسک ضعیف لان النبی صلی اللّٰه علیه ذکر الفتح بالتکبیر من بنی اسحاق و المهدی من بنی فاطمة بنت رسول اللّٰه و هو من بنی اسمٰعیل. ثم اخفاء اسم الامیر و ذکر اسم الجیش بالفتح لم یعهدبه العقلاء البلغاء فلان المهدی اسبقهم بعثاً لان هذالفتح قریب من نزول عیسیٰ بن مریم و خروج الدجال و بعث المهدی سابق علیه لقوله علیه السلام کیف تهلک امة انا فی اولها و عیسیٰ فی اٰخرهاو المهدی من عترتی فی وسطها۔

شیعہ کا خیال ہے کہ یہ حدیث مہدی علیہ السلام کے حق میں ہے اور نہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو حذیفہ سے مروی ہے۔ علماء اہلِ سنت و جماعت کہتے ہیں کہ یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ نبی صلعم نے تکبیر کے ذریعہ فتح ہونے کا واقعہ بنی اسحاق سے تعلق ذکر کیا ہے اور مہدی علیہ السلام تو فاطمہ بنت رسول اللہؐ کی اولاد سے ہیں جو بنی اسمٰعیل سے ہیں۔ پھر امیر لشکر کا نام چھپانا اور فتح پانیوالے لشکر کا نام ذکر کرنا فصیح و بلیغ عقلمندوں کی عادت نہیں ہے۔ اس لئے بھی (یہ خیال صحیح نہیں ہے) کہ مہدی علیہ السلام کا ظہور تو اس سے پہلے ہے کیونکہ یہ فتح نزول عیسیٰ علیہ السلام اور خروج دجال کے قریب ہے اور مہدی علیہ السلام کا ظہور اس سے پہلے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ اُمت کیسے ہلاک ہوگی جس کی ابتداء میں مَیں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر میں ہیں اور میری آل سے مہدیؑ اس کے درمیان میں ہیں۔

حذیفہ کی جس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس کا جواب مدار الفضلا میں یہ دیا گیا ہے کہ:۔

حدیث المسلم اصح من حدیث الحسان لانه	مسلم کی حدیث حدیثِ حسان سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ حسان
یکون فیھا من غریب و ضعیف فثبت ان ذکر	میں غریب وضعیف احادیث بھی ہوتی ہیں پس ثابت ہوا کہ
المھدی فی حدیث حذیفة من مختوعات الشیعة۔	حذیفہ کی حدیث میں مہدی کا ذکر شیعہ کی اختراع ہے۔

اس سے جو امور واضح ہورہے ہیں ان کی تخلیص وتوضیح یہ ہے کہ مقدسی کا یہ شخصی قول قابل نفاذ نہیں ہے کیونکہ بعض صحیح حدیثیں اور مشہور علماء کے اقوال اس کے خلاف ہیں۔

یہ حدیث امام مہدی علیہ السلام کے حق میں ہونا شیعہ کا قول ہے جنہوں نے حذیفہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔لیکن حذیفہ کی حدیث احادیثِ حسان سے ہے جن میں غریب اور ضعیف حدیثیں ہوتی ہیں اور مسلم کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے اور اس میں مہدی علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے۔حذیفہ کی حدیث میں بھی امام مہدی علیہ السلام کا ذکر شیعہ کی اختراع ہے۔

حذیفہ کی حدیث میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کا مہدی علیہ السلام کی اقتدا کرنا اور بنی اسحاق کے لشکر کا اور اس فتح کا ذکر نہیں ہے پس اس لشکر کے امیر امام مہدی علیہ السلام ہونے کی مفروضہ تائید خود اس حدیث کے الفاظ اور سیاق کلام سے بھی نہیں ہوتی۔

علمائے اہل سنت و جماعت کے پاس یہ استدلال اس لئے بھی ضعیف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فاتح بنی اسحاق ہونے کی صراحت فرمائی ہے اور مہدی علیہ السلام تو فاطمہ بنت رسول اللہؐ کی اولاد ہونے کی جہت سے بنی اسمٰعیل سے ہیں۔

اگر اس فوج کے امیر امام مہدی علیہ السلام ہوتے تو آپ کی عظمت وکرامت کے نظر کرتے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ضرور ذکر فرماتے اور یہ فتح آپ کی طرف منسوب کی جاتی کیونکہ عادت ہے کہ امیر لشکر جب خاص شہرت وعظمت کا حامل ہوتا ہے تو فتح کو عام فوجیوں کی طرف منسوب کرنے کے عوض امیر لشکر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

زمانہ کے اعتبار سے بھی یہ فتح نزول عیسیٰ علیہ السلام اور خروج دجال کے قریب ہوگی اور امام مہدی علیہ السلام کی بعثت اس سے پہلے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

وہ اُمت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول مَیں ہوں اور آخر میں عیسیٰؑ ہیں اور میری عترت سے مہدی (علیہ السلام) اس اُمت کے وسط میں ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کی جو بنا قرار دی گئی ہے وہ خود بے بنیاد ہے۔نفس حدیث میں امام مہدی علیہ السلام کا ذکر ہی نہیں ہے۔اور جس حدیث سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے وہ بھی ضعیف وغریب ہے۔اس ضعیف حدیث میں بھی اُس لشکر اور اس فتح کا خود ذکر نہیں ہے تو اس کے امیر مہدی علیہ السلام ہونا فرض کر لینے کی کہاں گنجایش ہے مقدسی یا کسی اور کی ذاتی شخصی رائے اس قابل نہیں ہے کہ اس کو اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کے مسئلہ کا ماخذ یا بنا قرار دیا جائے۔

اسی نوعیت کی ایک اور مثال جو بیان کی گئی ہے اور اس سے اجتماعِ مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کا نتیجہ نکالا جاتا ہے یہ ہے کہ ''مہدی علیہ السلام دجال کو قتل کرنے میں عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کریں گے'' اس کی متعلقہ روایات کی تحقیق کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کی متعدد حدیثیں مروی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

عن مجمع بن جارية يقتل ابن مريم الدجال بباب لد (ترمذی)	مجمع بن جاریہ سے روایت ہے کہ ابن مریم دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔
عن مجمع بن حارث الدجال يقتل عيسىٰ ابن مريم بباب لد (کنز العمال بحوالہ ابن ابی شیبہ)	مجمع بن جاریہ سے روایت ہے کہ دجال کو عیسیٰ بن مریم باب لد پر قتل کریں گے۔

مسند امام احمد میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی قدر طویل حدیث دجال کے متعلق روایت کی گئی ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے۔

حتى ياتى مدينة فلسطين ببا لد فينزل عيسىٰ فيقتله و يمكث عيسىٰ فى الارض اربعين سنة اماماً عدلا حكماً مقسطاً	یہاں تک کہ وہ (دجال) علاقہ فلسطین میں باب لد پر آئے گا پس عیسیٰ نازل ہونگے اور اس کو قتل کریں گے۔ عیسیٰ زمین پر چالیس سال امام عادل اور دادگر حاکم رہیں گے۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی گئی ہے جس کا ابھی اس سے پہلے ذکر کیا گیا ہے اس کے آخر میں نزول عیسیٰؑ اور آپ دجال کو قتل کرنے کے متعلق یہ مذکور ہے۔

فاذاجاؤا الشام خرج فبينما يعدون للقتال يسون الصفوف اذا اقيمت الصلوٰة فينزل عيسىٰ بن مريم فامهم فاذاراه عدوُّ اللّٰه ذاب كمايذوب المسلح فى الماء فلوتركه لا نذاب حتى يهلك ولكن يقتله اللّٰه بيده فيريهم دمه فى حربته	جب وہ ملک شام کو آئیں گے دجال نکلے گا جب وہ جنگ کی تیاری اور صفیں درست کرتے ہوں گے نماز کی اقامت کہی جائے گی عیسیٰؑ بن مریم نازل ہونگے پس امامت کریں گے جب عدو اللہ (دجال) آپؑ کو دیکھے گا تو جیسے نمک پانی میں گھلنے لگتا ہے گھلنے لگے گا اگر اس کو یونہی چھوڑ دیا جاتا تو خود گھلکر ہلاک ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کے ہاتھ سے اس کو قتل کرائے گا اور عیسیٰؑ لوگوں کو اپنے ہتیار پر اس کا خون دکھائیں گے۔

ان سب احادیث کا جزو مشترک یہی پایا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے ان میں سے بعض روایتوں میں مقام قتل باب لد علاقہ فلسطین کی صراحت بھی ہے اور کسی میں یہ صراحت نہیں ہے اور صرف قتل کرنے کا ذکر ہے۔

لیکن ان تمام حدیثوں میں امام مہدی علیہ السلام کا کہیں ذکر نہیں ہے اور نہ امام مہدی علیہ السلام کا قتل دجال میں عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کرنے کا واقعہ مذکور ہے اس کی بنا بھی ایک شخصی قول یا رائے معلوم ہوتی ہے یعنے ابوالحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم بن عاصم سنجری کا ایک قول جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالۂ العرف الوردی فی اخبار المھدی میں نقل کیا ہے کہ امام مہدیؑ باب لد پر دجال کو قتل کرنے میں عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کریں گے چنانچہ ان کے اصل قول کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

قد تواترت الاخبار و استفاضت بکثرۃ رواتھا عن المصطفیٰ بمجئی المھدی و انہ من اھل بیتہ و انہ سیملک سبع سنین و انہ یملأ الارض عدلاً و انہ یخرج مع عیسی علیہ الصلوٰۃ و السلام فیاعدہ علیٰ قتل الدجال ببا لد بارض فلسطین و انہ یؤم و عیسیٰ علیہ السلام یصلی ذلقہ الخ

مہدیؑ کے آنے اور آپؑ کے اہل بیت سے ہونے اور آپؑ زمین کو عدل سے بھرنے اور سات سال مالک رہنے کی نسبت مصطفیٰ صلعم سے راویوں کی کثرت کے ساتھ متواتر و مستفیض احادیث وارد ہیں۔ اور یہ کہ آپؑ عیسیٰؑ کے ساتھ نکلیں گے اور فلسطین میں باب لد پر دجال کو قتل کرنے میں عیسیٰؑ کی مدد کریں گے اور آپؑ امام ہونگے اور عیسیٰؑ آپؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے

اصول حدیث کے مطابق دیکھا جائے تو یہ رسول اللہ صلعم کی حدیث نہیں ہے اس قول کے قائل نہ صحابی ہیں نہ تابعی اور نہ کوئی مشہور امام فن ہی ہیں انہوں نے اپنے قول کی کوئی سند متصل بھی نہیں بیان کی ہے۔ چونکہ یہ قول ایک طرح کی خبر مغیب یا پیشین گوئی کی حیثیت رکھتا ہے جس میں بعد میں ہونے والے واقعات کی خبر دی گئی ہے اور اصولِ حدیث کے نظر کرتے اخبار مغیب کی نسبت کسی صحابیِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھی حجت و دلیل نہیں ہوسکتا تو پھر متاخرین میں سے کسی شخص کا مجرد قول کس طرح قابل حجت و لایق اعتقاد ہوگا۔

اس قول میں کئی صریح غلطیاں بھی موجود ہیں جو امور بیان کئے گئے ہیں اُن سب کے متعلق کثرت روّاۃ اور متواتر اخبار وارد ہونا بیان کیا گیا ہے حالانکہ مہدی علیہ السلام کا آنا یا ظہور آپؑ کا اہل بیت نبی صلعم سے ہونا اصولِ حدیث کے موافق متواتر کی تعریف میں داخل ہے اور محدثین نے ان کا متواتر المعنی احادیث سے ثابت ہونا تسلیم کیا ہے لیکن آپ کی مدت دعوت صرف سات سال ہونا صحیح نہیں بلکہ پانچ سال یا سات سال یا نو سال ہونے کی روایتیں آئی ہیں۔ مگر مہدی علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہونا دجال کے قتل کرنے میں امام مہدی علیہ السلام کا فلسطین میں باب لد پر عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کرنا عیسیٰ علیہ السلام کا نماز میں آپؑ کی اقتدا کرنا یہ ایسے امور ہیں جو کثرتِ رُوّاۃ سے متواتر طور پر ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ کسی صحیح حدیث سے بھی یہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچے ہیں چنانچہ کئی محدثین وعلمائے اہلِ سنت بھی صرف ابتدائی امور ہی یعنے امام مہدی علیہ السلام کا وجود اور آخر زمانہ میں آپؑ کا ظہور اور آپؑ اہل بیت عترۃ نبیؐ اور اولاد فاطمہؓ سے ہونا احادیث متواتر المعنی سے ثابت ہونے کے قائل ہیں۔

ابن حجر ہیتمی نے ''القول المختصر'' میں لکھا ہے۔

قال الائمة الحفاظ ان كون المهدیؑ من ذريته عليه السلام تواتر عنه عليه السلام

ائمہ حفّاظ کا قول ہے کہ مہدی علیہ السلام کا آل نبی صلعم سے ہونا متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

ملاعلی قادری نے رسالہ ''المہدیٰ'' میں لکھا ہے۔

قد تواتر الاخبار عن رسول الله صلى الله عليه و سلم وانه من اهل بيته

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر اخبار مہدیؑ کی نسبت آئی ہیں اور یہ کہ آپؑ رسول اللہؐ کی اہل بیت سے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''لمعات شرح مشکوٰۃ'' کے باب ساعہ میں لکھا ہے۔

قدوردت فيه الاحاديث كثيرة متواتر المعنى ايضاً قد تظاهر الاحاديث البالغة حدالتواتر معنا فى كون المهدى من اهل بيته من والد فاطمة

مہدی علیہ السلام کے متعلق متواتر المعنی بہت سی احادیث وارد ہیں ایضاً۔ مہدی علیہ السلام اہل بیت اور اولاد فاطمہؓ سے ہونے کے باب میں ایک دوسری کی موید اس قدر احادیث آئی ہیں جو تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں۔

برزنجی نے ''اشاعه فى اشراط الساعه'' میں لکھا ہے۔

ان احاديث وجود المهدى و خروجه فى آخر الزمان و انه من عترة رسول الله صلى الله عليه و سلم من ولد فاطمة بلغت خدالتواتر المعنوى فلا معنى الانكارها.

وجودِ مہدیؑ اور آپؑ کے آخر زمانہ میں نکلنے اور آپؑ رسول اللہؐ کی عترت اور اولادِ فاطمہؓ سے ہونے کی احادیث تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں پس ان کے انکار کا کوئی معنی نہیں ہے۔

ان علمائے مشاہیر اہل سنت کے ان اقوال سے بھی امام مہدی علیہ السلام کا ظہور اور آپؑ کا اہل بیت یا عترۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی فاطمہؓ سے ہونا کثرتِ راویات سے اور متواتر طور پر ثابت ہونا پایا جاتا ہے۔ مگر آپؑ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مبعوث ہونا قتلِ دجال میں عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کرنا یا عیسیٰ علیہ السلام آپؑ کی اقتدا سے نماز ادا کرنا وغیرہ امور متواتر المعنی احادیث سے ثابت ہونے کا کوئی اصل نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی قائل ہے۔ پھر نہیں معلوم سنجری نے یہ امور بھی متواتر طور پر ثابت ہونے کا کیسے دعویٰ کر دیا اور اپنے اس دعویٰ کی کوئی سند نہیں بتائی۔

پس اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کی یہ صورت بھی کہ مہدی علیہ السلام کا دجال کے قتل کرنے میں عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کرنا بے بنیاد ہے جس کا کوئی صحیح ماخذ نہیں ہے۔

ایک اور صورت جس سے اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کا نتیجہ نکالا جاتا ہے اور اسی پر غالباً مسئلہ اجتماع مبنی ہونا معلوم ہوتا ہے وہ

ان دونوں خلیفۃ اللہ کا بیک وقت جمع ہونا مستفاد ہے۔

لیکن اقتدا فی الصلوٰۃ کے مسئلہ کی تحقیق کی جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ خود اس کا کوئی صحیح ماخذ یا اصل نہیں ہے بلکہ روایات میں اختلاف ہوگیا ہے اور یہی خلط ملط شدہ روایتیں مشہور ہوگئی ہیں۔لہذا اس موقع پر اس کی نسبت ذرا تفصیلی بحث اور اس مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ کو واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ اصل مسئلہ کے سب پہلو واضح ہو جائیں۔

ان تمام روایتوں کو جو اس مسئلہ کے متعلق مروی ہوئی ہیں غائر نظر سے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن متقدمینِ محدثین کی راویتوں میں جو اختلاط یا الحاق و اضافہ ہوگیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مشہور محدث بخاری و مسلم نے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث مرفوع روایت کی ہے۔

کیف انتم اذانزل مریم و امامکم منکم — اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جبکہ ابن مریم نازل ہونگے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

دوسری حدیث بھی اسی مضمون کی مسلم نے ابو ہریرہؓ ہی سے اس طرح راویت کی ہے۔

کیف انتم اذانزل ابن مریم فامکم — اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جبکہ ابن مریم نازل ہوں گے پس تماہری امامت کریں گے۔

ایک اور حدیث مسلم ہی نے جابرؓ سے یہ روایت کی ہے۔

لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الٰی یوم القیامة فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیر هم تعال صل بنا فیقول لا ان بعضکم علٰی بعض امیر تکرمة اللّٰه هذه الامة. — میری اُمت میں ایک جماعت قیامت تک حق پر لڑتی اور غالب رہے گی عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے پس ان کو اس جماعت کا امیر کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے عیسیٰؑ کہیں گے کہ نہیں اللہ نے اس اُمت کو جو بزرگی دی ہے اس کے نظر کرتے تم میں سے بعض بعض کے امیر ہیں۔

ان حدیثوں میں عیسیٰ علیہ السلام کے امامت کرنے میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ پہلی حدیث اقتدا و امامت کی نسبت ساکت ہے اس میں امامت کرنے نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔دوسری حدیث میں عیسیٰؑ ابن مریم علیہ السلام کی امامت کی صراحت ہے۔ تیسری حدیث میں آپؐ کا امامت کرنے سے عذر کرنا ظاہر ہو رہا ہے۔

پہلی اور تیسری حدیث میں ''امامکم'' اور ''امیر هم'' کے الفاظ عام اور مطلق ہیں۔پس سیاق کلام سے صاف ظاہر ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مسلمانوں کا جو بھی امیر یا امام ہوگا اس سے وہی مراد ہے ان حدیثوں میں مہدی علیہ السلام کا کوئی ذکر

نہیں ہے۔ان الفاظ سے امام مہدی علیہ السلام مراد ہونے کی کوئی صراحت یا کوئی قرینہ یا اشارہ بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ان متقدمین محدثین کی ان مذکورہ روایتوں میں بعد کے محدثین نے لفظ ''مہدی'' اضافہ کر دیا ہے اور ان کی روایت میں ''امامکم المھدی'' اور ''امیر ھم المھدی '' کے الفاظ زیادہ ہو گئے ہیں۔چنانچہ متقدمین اور متاخرین کی ان روایت کردہ حدیثوں کا یہی مقصود بہ حصہ ناظرین کی سہولت فہم کے لئے یہاں محاذی محاذی نقل کیا جاتا ہے جس کے مقابلہ سے واضح ہوگا کہ کونسی راویت کے کیا الفاظ اور ان میں کیا الفاظ زیادہ ہو گئے ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت کردہ حدیث	ابونعیم اصبہانی کی روایت کردہ حدیث
فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول	**فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول**
امیر ھم تعال صل لنا فیقول	**امیر ھم المھدی تعال صل لنا**
لان بعضکم علٰی بعض امیر تکرمة	**فیقول لا ان بعضکم علٰی بعض امراء**
اللہ ھذہ الامة (مسلم کتاب الفتن)	**تکرمة اللہ ھذہ الامة** (العرف الوری فی اخبار المہدی)
ترجمہ:۔پس عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے	ترجمہ:۔ پس عیسیٰؑ ابن مریم نازل ہونگے
اور اس جماعت کا امیر کہے گا آیئے ہمیں	اور اس جماعت کے امیر مہدی کہیں گے
نماز پڑھایئے۔عیسیٰؑ کہیں گے نہیں اللہ	آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔عیسیٰؑ کہیں گے
تعالیٰ نے اس اُمت کو جو کرامت و	نہیں اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو جو کرامت
بزرگی دی ہے اس کے نظر کرتے تم میں	و بزرگی دی ہے اس کے نظر کرتے تم میں
سے بعض بعض کے امیر ہیں۔	سے بعض بعض کے امیر ہیں۔

مندرجہ الفاظ و عبارتِ حدیث کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں روایتوں کی عبارت قریباً ایک ہی ہے۔گویا ابونعیم اصبہانی نے مسلم کی روایت بعینہٖ نقل کر دی ہے اور اس میں ''امیر ہم'' کے بعد صرف ''المہدی'' اضافہ کر دیا ہے۔

ابونعیم مسلم سے قریباً دوسَو چودہ سال بعد ہیں کیونکہ امام مسلم کی وفات ۲۱۶ھ میں ہے اور ابونعیم کی ۴۳۰ھ میں (تقریب التہذیب)

خود ابونعیم اصبہانی نے ابن عباس کے سلسلۂ راویت سے یہ حدیث بھی راویت کی ہے کہ:۔

کیف تھلک امتہ انا فی اولھا و عیسیٰ ابن مریم اٰخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا الحدیث	وہ اُمت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ بن مریم اس اُمت کے آخر میں ہیں اور میری اہل بیت سے مہدی اس کے درمیان میں ہیں۔

پس وہ اضافہ جس سے امام مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا ایک وقت میں جمع ہونا پایا جاتا ہے اور یہ مضمونِ حدیث ایسے متضاد ہیں کہ دونوں کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ اس حدیث سے امام مہدی علیہ السلام کا وسط اُمت میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آخر اُمت میں مبعوث ہونا متبادر ہے۔ پس لازم آتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی ایک غلط اور دوسرا صحیح ہو۔ چونکہ یہ حدیث مرفوع ہے اور وہ اضافہ شخصی قول کی حیثیت رکھتا ہے حدیث ''کیف تھلک امة انا فی اولھا'' کے متعدد شواہد بھی ملتے ہیں جن سے اس مضمون کی مزید توثیق ہوتی ہے پس یقیناً وہ الحاق و اضافہ اس حدیث کے مقابل ساقط ٹھہریگا۔

اسی قسم کے الحاق و اضافہ کی ایک اور مثال یہ بھی ہے کہ ''ابن ماجہ'' نے ابوامامہؓ باہلی سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جس میں دجال کے حالات و واقعات ذکر فرمائے۔ ام شریک نے پوچھا یا رسول اللہ اُس وقت عرب کہاں ہوں گے۔ فرمایا وہ بہت تھوڑے ہوں گے اور سب بیت المقدس میں رہیں گے ان کا امام ایک صالح شخص ہوگا۔ مگر علامہ جلال الدین سیوطی نے ''رویانی'' اور ''ابوعوانہ'' کی جو روایت ''العرف الوردی'' میں لکھی ہے اس میں ''امامھم رجل صالح'' کے عوض ''امامھم المھدی رجل صالح'' بڑھا دیا گیا ہے چنانچہ دونوں کی مقصود بہ اصل عبارت یہ ہے۔

ابن ماجہ کی روایت کردہ عبارت	رویانی۔ ابوعوانہ کی روایت کردہ عبارت
قال یومئذھم قلیل و جلھم بیت المقدس و امامھم رجل صالح فبینما امامھم قد تقدم یصلّی بھم الصبح اذنزل عیسیٰ بن مریم الصبح الخ	**قال یومئذ ھم قلیل و جلھم ببیت المقدس و امامھم المھدی رجل صالح فبینما امام ھم قد تقدم یصلی بھم الصبح اذ نزل عیسیٰ ابن مریم الصبح الخ**
ترجمہ:۔ فرمایا وہ اس وقت تھوڑے ہونگے اور سب بیت المقدس میں رہیں گے اور ان کا امام ایک صالح شخص ہوگا۔ اس اثنا میں کہ ان کا امام انہیں صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھیگا یکا یک عیسیٰ بن مریم صبح کے وقت نازل ہوں گے الخ	ترجمہ:۔ فرمایا وہ اس وقت تھوڑے ہونگے اور سب بیت المقدس میں رہیں گے اور انکا امام مہدیؑ ایک صالح شخص ہوگا اس اثنا میں کہ ان کا امام انہیں صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا یکا یک عیسیٰ بن مریم صبح کے وقت نازل ہوں گے الخ

ان دونوں روایتوں کی عبارت بھی ٹھیک وہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رویانی اور ابوعوانہ نے جن کا زمانہ ابن ماجہ کے زمانہ سے کئی سال بعد کا ہے ابن ماجہ ہی کی روایت انہی کی عبارت اور الفاظ میں نقل کر دی ہے اور اس میں صرف لفظ ''المھدی'' اضافہ کر دیا ہے اسی اضافہ شدہ لفظ سے امام مہدیؑ و عیسیٰؑ کی باہمی اقتدا کا مسئلہ پیدا ہوا ہے اور اجتماع کا مفہوم اسی اقتدا و امامت باہمی کے مضمون کا نتیجہ ہے۔ مسئلۂ اجتماع کی بنا بھی یہی اضافہ ہے ورنہ اصل حدیث میں امام مہدیؑ کا ذکر نہیں ہے۔ اسی اضافہ کی وجہ سے مہدی علیہ السلام کو بیت المقدس سے بھی تعلق پیدا ہو رہا ہے ورنہ کسی صحیح حدیث سے مستقل طور پر امام مہدی علیہ السلام کا بیت المقدس میں ظہور ہونا ثابت نہیں ہے۔

راویوں کی تنقید و تحقیق کے اصول پر بھی جن روایتوں میں یہ اضافہ ہوا ہے وہ اُن متقدمین کے سلسلۂ روایت کے مقابلہ میں ضعیف اور مخدوش ثابت ہوتی ہیں چنانچہ ابونعیم اصبہانی ۔ رویانی ۔ ابوعوانہ وابوحیان کی ان روایتوں کے سلسلۂ روایت میں جن میں یہ ملحقہ یا اضافہ شدہ مضمون پایا جاتا ہے کئی بحثیں ہیں ۔

مہدی عباسی سے متعلقہ بعض راویتوں میں بھی یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم مہدی عباسی کی اقتدا سے نماز پڑھیں گے ۔ لیکن مہدئ عباسی سے متعلق جو روایتیں ملتی ہیں وہ ضعیف ہیں بلکہ اُن پر موضوع اور منکر ہونے کا طعن ہے پس ایسی ضعیف روایتوں میں اقتدائے عیسیٰؑ بن مریم کا مضمون پائے جانے سے وہ کبھی قوی نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے ضعف میں اور بھی اضافہ ہوگا چنانچہ جن محدثین نے ان حدیثوں کی روایت کی ہے ان کی سند ضعیف ہونے کی خود صراحت کردی ہے ان میں سے مثال کے طور پر یہاں چند حدیثیں نقل کی جاتی ہے ۔

عن عثمانؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المھدی من العباس عمی. رواہ الدار قطنی فی الافراد و ھو غریب منکر.

عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مہدیؑ میرے چچا عباس (کی اولاد) سے ہے اس کو دار قطنی نے افراد میں روایت کیا ہے اور یہ غریب اور منکر حدیث ہے ۔

عن عماد بن یاسر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال یا عباس ان اللّٰہ تعالیٰ بدابی ھذا الامر سیختمہ بغلاء من ولدک یملأ ھا کما مکئت جورا و ھو الذی یصلی بعسیی علیہ السلام رواہ الدار قطنی فی الافراد والخطیب وابن عساکر باسناد ضعیف (ابراز الوہم المکنون)

عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے عباس اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس امر کی ابتدا کی ہے اور تمہاری اولاد سے ایک لڑکے پر اس کو ختم کریگا جو زمین کو بھر دیگا جیسا کہ ظلم سے بھری ہوگی اور وہ وہی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا ۔ اس حدیث لو دار قطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے ضعیف اسناد سے روایت کی اہے ۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ للعباس یا عم النبی ان اللّٰہ ابتدأ الاسلام ابی وسیختمہ بغلام من ولاک وھو الذی یتقدم بعیسی ابن مریم. رواہ ابونعیم فی الحلیۃ باسناد ضعیف

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عباس کو فرمایا اے نبی کے چچا اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مجھ سے شروع کیا ہے اور تمہاری اولاد سے ایک لڑکے پر ختم کریگا اور وہ وہی ہے جو عیسیٰؑ بن مریم کی امامت کریگا ۔ اس کو ابونعیم نے حلیہ میں ضعیف اسناد سے روایت کیا ہے ۔

پس جبکہ ان حدیثوں کے منکر اور ضعیف ہونے کی صراحت موجود ہے ان سے بحث کرنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ مغیبات واعتقادیات میں قابل حجت نہیں ہیں ۔

اس قسم کی روایتیں بے اصل اور موضوع ہونے کا ایک بدیہی ثبوت خود یہی ہے کہ مہدئ عباسی اور خلافت عباسیہ کا زمانہ منقضی

ہوئے کئی سال ہو گئے اور اس عہد میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ظہور یا نزول نہیں ہوا اور نہ واقعۂ اقتدا ظاہر ہوا۔ اسی سے ثابت ہے کہ مہدی عباسی کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریم نماز میں اقتدا کرنے کی روایت بے اصل تھی۔

ان اعتبارات سے یہ منکر اور ضعیف حدیثیں یا وہ حدیثیں جن میں وہ الحاق و اضافہ پایا جاتا ہے۔ ''**زیادۃ الثقات معتبرۃ**'' (ثقہ راویوں کی روایت میں کچھ زیادتی ہو تو معتبر ہے) کے ضابطہ کے معیار پر بھی کھری نہیں اتر سکتیں کیونکہ اس ضابطہ میں راوی ثقہ اور وہ روایت اصل سے زیادہ قوی یا کم از کم اصل کے مساوی درجہ کی ہونا ضروری ہے اور یہاں دونوں صورتیں مفقود ہیں۔

محدثینِ اہلِ سنت کے نزدیک صحیحین یعنی بخاری و مسلم اور کتب صحاح ستہ کے مقابلہ میں چونکہ یہ روایتیں جن میں یہ مضمون درج ہے بلحاظ صحت و قوت کمتر درجہ کی ہیں اس لئے اہل سنت ہی کے اس اصول کے مطابق کہ ''**العمل بالا قویٰ و ترک الاٰخر واجب**'' (زیادہ قوی حدیث پر عمل کرنا اور دوسری حدیث کو جو قوی نہ ہو چھوڑ دینا واجب ہے) یہ روایتیں متروک اور نا قابل اعتقاد و عمل ٹھہرتی ہیں۔

صحیح روایتوں کے اطلاق اور غیر صحیح روایتوں کی تقید کے لحاظ سے دوسری تقریر اہل سنت اور خصوصاً حنفیہ کے ضوابط کے مطابق یہ ہو سکتی ہے کہ ان صحیح حدیثوں میں الفاظ ''امام'' اور ''امیر'' مطلق واقع ہوئے ہیں پس حسب ضابطۂ **المطلق یجری علیٰ اطلاقہ** (مطلق اپنے اطلاق پر باقی رہیگا) راویت میں لفظ مہدی کا اضافہ کر دیا گیا ہے اس سے اس مطلق کا نسخ لازم آتا ہے کیونکہ اس قید سے اس مطلق کا اطلاق باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ اصول فقہ کی مشہور کتاب ''تلویح'' میں لکھا ہے۔

لو حمل المطلق علی المقید یلزم ابطال المطلق اگر مطلق کو مقید ہی پر محمول کریں تو مطلق کا باطل کر دینا لازم آئیگا

پس ان غیر صحیح حدیثوں کی بنا پر صحیحین اور صحاح ستہ کی صحیح احادیث سے ثابت و متحقق اطلاق کو باطل کرنا لازم آئیگا جو اصول حدیث اور اہل سنت کے مسلمات کے خلاف ہے۔

جن متاخرین محدثین نے اس مطلق لفظ امام و امیر کو مہدی کی قید سے مقید کیا ہے وہ کسی قوی دلیل پر مبنی نہیں ہے بلکہ مجرد قیاس و احتمال کی بنا پر ہے اس لئے یہ غیر صحیح روایتیں ان کی مخصص بھی نہیں ہو سکتیں۔

ان غیر صحیح روایتوں سے جو مفہوم مستفاد ہو اس کو علاماتِ مہدی علیہ السلام میں شامل کر دینا بھی وہم و احتمال پر عمل کرنا ہے حالانکہ خبر مغیب میں احتمال اصلاً موثر نہیں ہے۔ ان تمام وجوہ سے جو بیان کی گئی ہیں مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کی باہم اقتدا کے مسئلہ کی کوئی سند صحیح جو مفید و مستوجب اعتقاد ہو ثابت نہیں ہے اور جب اقتدا فی الصلوٰۃ کا مسئلہ غیر ثابت ہے تو اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا مسئلہ جو اسی اقتدا کے مسئلہ پر مبنی اور اسی سے مستخرج ہے لازماً بے اصل قرار پاتا ہے چنانچہ بعض مشہور علمائے اہلِ سنت نے بھی بعد تحقیق یہی فیصلہ کیا ہے کہ امام مہدئ آخر الزماںؑ کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام رہنے کی نسبت کوئی حدیث مروی نہیں ہے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مہدی علیہ السلام کی اقتدا کرنا یا اس کے بالعکس غیر مستند بات ہے اس کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیئے۔ علامہ سعدالدین تفتازانی جو بڑے

پایہ کے علماء میں ہیں اور علم کلام اور دوسرے علوم معقول ومنقول میں بہت سی تصنیفات وتالیفات کے مصنف ومولف ہیں اپنی تالیف شرح عقاید میں عام شہرت کے مطابق اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام اور عیسیٰؑ کی اقتدا مہدیؑ کرنے کا ذکر کیا تھا لیکن اس کے چند سال بعد جب شرح مقاصد لکھی تو اس مسئلہ کی نسبت تحقیق سے جو بات صحیح ثابت ہوئی از روے دیانت وانصاف اس کو اس طرح واضح کر کے اپنے پہلے قول کی تردید وتصحیح فرمادی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

ثم لم یرو فی حاله ای عیسیٰ مع امام الزمان حدیث سویٰ ماروی انه قال علیه السلام انه لا یزال لطائفة من امتی یقاتلون علی الحق الحدیث فما یقال ان عیسیٰ علیه السلام یقتدی بالمهدی او بالعکس شئی لا مستند له فلا ینبغی ان یعول علیه

عیسیٰ علیہ السلام کے حالات امام آخرالزماں (مہدی علیہ السلام کے) ساتھ کیا ہونگے اس بارہ میں کوئی حدیث مروی نہیں ہے سوائے اس حدیث کے جو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کی ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی (اور قیامت تک غالب رہے گی جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس جماعت کا امیر کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھائے۔ عیسیٰؑ کہیں گے نہیں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو جو عظمت وکرامت عطا کی ہے اس کے نظر کرتے تم میں سے بعض بعض کے امیر ہیں) پس یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتدا کریں گے یا اس کے بر عکس۔ یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی سند نہیں ہے اس پر توجہ نہ کرنا چاہیئے۔

ان تمام مباحث کے علاوہ اس مسئلہ کا ایک اور ضروری پہلو جو سب کا مسلمہ ومتفق علیہ ہے اور اس الحاق واضافہ سے زیادہ تعلق رکھتا ہے یہ ہے کہ متقدمین ومتاخرین کی روایتوں میں جہاں اختلاف واقع ہو اور متاخرین کی روایتیں پایۂ صحت سے گری ہوئی ہوں وہاں متقدمین کی صحیح روایتیں مُرجح ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس اصول کے تحت متقدمین کی صحیح روایتوں کے مقابلہ میں متاخرین کی غیر صحیح روایتیں یا ان کا الحاق واضافہ کردہ حصّہ متروک ہوجانے اور صحیح روایتیں ہی مُرجّح ہونے اور لائق اعتقاد وعمل بحال وبرقرار رہنے کی بہت سی مثالیں دینی مسائل میں ملتی ہیں۔

مثلاً ایک صحیح حدیث جس کو بخاری ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے کسی قدر لفظی اختلاف کے ساتھ ابو ہریرہؓ وغیرہ صحابہؓ سے روایت کیا ہے یہ ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللّٰہ صلعم قال لا تشد الرحال الا الٰی ثلٰثة مساجد المسجد الحرام و مسجدی ھٰذا والمسجد الاقصیٰ(ابن ماجہ۔ بخاری)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین مسجدوں کی طرف کجاروے باندھے جائیں یعنے سفر کیا جائے مسجد حرام یعنے کعبۃ اللہ ۔ یہ میری مسجد یعنے مسجد نبوی واقع مدینہ۔ مسجد اقصیٰ یعنے بیت المقدس۔

لیکن محمد بن خالد جبدی نے جو ان محدثین متقدمین کی بہ نسبت متاخرین سے ہے اور مجہول ومتروک ومطعون بھی ہے۔ اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے۔

تعمل الرحال الٰی اربعة مساجد مسجد الحرام مسجدی و مسجد الاقصٰی و مسجد الجند (ابراز الوہم المکنون)

چار مسجدوں کی طرف سفر کیا جائے۔ مسد حرام۔ میری مسجد۔ مسجد اقصیٰ۔ جند کی مسجد۔

اصل حدیث میں تین مساجد کا ذکر تھا اس راوی نے حدیث میں مسجد جُند کا الحاق واضافہ کر کے چار مسجدوں کی طرف سفر کرنا ضروری بتایا ہے۔

پس ایسا الحاق واضافہ جس کے راوی ضعیف ومطعون ہیں متروک ہوگا۔ اور اصل مضمونِ حدیث ہی بحال و برقرار اور مفید اعتقاد و عمل رہے گا۔

تاریخ مذاہب وتاریخ امم مسابقہ کا جو مواد آسمانی والہامی کتب میں موجود ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً انبیاء علیہم السلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ بعد میں ہونے والے اہم واقعات وخطرات یا ان کے بعد آنے والے نبی وہادی یا خلیفۃ اللہ کے ظہور کی اپنی اپنی امتوں کو پہلے ہی پہلے خبر دیتے آئے ہیں اسی اصول پر حضرت نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور وبعثت کی اطلاع انبیائے سابقین نے سالہا سال پہلے اپنی اُمتوں کو دی ہے۔

قرآن شریف میں حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسمٰعیلؑ کی وہ دعا ذکر کی گئی ہے جو بنائے کعبۃ اللہ کے وقت ان دونوں پیغمبروں نے کی تھی جس میں اپنی اولاد سے ایک مسلمان اُمت پیدا کرنے اور اس اُمت میں ایک رسول مبعوث کرنے کی التجا درج تھی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ٥(۱۔۱۵۔بقرہ)

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا فرمانبردار (مسلمان) بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک مسلمان امت پیدا کر اور ہم کو اپنی عبادت کے طریقے بتا تو ہی توبہ قبول کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ ع (۱۔۱۵۔بقرہ)

اے ہمارے پروردگار اُس (اُمت مسلمہ میں ایک رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے تو ہی عزت اور حکمت والا ہے۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ خبر مغیب (پیشین گوئی) بھی قرآن شریف میں نقل کی گئی ہے جو آپؑ نے بنی اسرائیل کو خطاب کر کے فرمائی تھی۔

واذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقاً لمابین یدی من التوریة و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔الآیة (۲۸۔۹۔الصّف)

جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں میں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور جو توریٰت ہے تصدیق کرتا ہوں اور میرے بعد آنے والے ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جن کا نام احمد ہے۔

دعاء ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام سے قریباً ڈھائی ہزار سال بعد اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سے تخمیناً چھ سو سال بعد حضرت نبیٔ عربی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور یہ دعویٰ فرمایا کہ

انا دعوة ابی ابراهیم و بشارة اخی عیسیٰ (تفسیر معالم التنزیل)

(اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰؑ کی بشارت میں ہی ہوں)

ہر مسلمان جو حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے پر ایمان رکھتا ہے اس کو حضرت کے اس فرمان کی بنا پر اعتقاد جازم اور یقینِ کامل حاصل ہے کہ دعاء ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام میں مذکورہ امتِ مسلمہ سے مراد اُمت محمدیہ اور رسول سے مراد حضرت پیغمبر اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مظہر ومصداق بھی آپؐ ہی کی ذاتِ اقدس ہے۔

ان کے علاوہ توریت وانجیل اور دوسرے انبیاءؑ کی کتابوں میں اور بھی اخبار مغیب یعنے پیشین گوئیاں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد

مصطفٰےصلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق موجود ہیں جن کو علماے اہل اسلام نے بشارتوں سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ یہ بشارتیں توریت وانجیل میں موجود ہونے کی شہادت خود قرآن شریف دیتا ہے جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التوارية والانجيل الآية (۹۔۹۔ اعراف)

جولوگ (ہمارے) رسول نبیٔ امی کی اتباع کرتے ہیں جس کے ذکر کو اپنے پاس توریٰت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اسی کی طرف کسی نے اشارہ کیا ہے۔

توریت ز وصف تست معمور　　انجیل بنام تست مشہور

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بعثت یا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نسبت جو اخبار و احادیث وارد ہیں وہ بھی اخبار مغیب یعنی پیشین گوئیاں ہی ہیں جن کے ظہور سے سالہا سال پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اسی سنتِ انبیاءؑ کے مطابق مطلع فرمایا ہے یہ اسلامی اخبار بھی اخبار مغیب ہونے کی حیثیت سے ان بشارتوں سے پوری مشابہ ہیں جو انبیاے سابقین سے حضرت محمد مصطفٰےصلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وارد ہیں۔ پس اسلامی اخبار مغیب کی نسبت جو بحثیں پیش ہوسکتی ہیں ان کیلئے حضرت محمد مصطفٰےصلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انبیائے سابقین کی ہی بشارتیں بہترین مثال اور معیار ہیں جن کی مطابقت سے اختلافی مسائل کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ ان بشارتوں میں بھی اسی قسم کے الحاق واضافہ کی ٹھیک ایسی ہی مثال پائی جاتی ہے جیسا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیک وقت مبعوث ہونے کے متعلق پایا جاتا ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ توریت سفر استثنا باب (۱۸) کی اٹھارھویں آیت میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرکے فرماتا ہے جس کا عربی ترجمہ یہ ہے۔

وسوف اقیم لهم نبیاً شلک من بین اخوتهم واجعل کلامی فی فمه و یکلمهم بکل شی اٰمره

میں آیندہ (بنی اسرائیل) کیلئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ جیسا نبی قائم کرونگا اور اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالونگا اور میں اس کو جو حکم دونگا وہ ان سے کہے گا الآخر

یہود کہتے ہیں کہ اس سے یوشع نبی مقصود ہیں۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ اس سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مراد ہیں۔ علماے اہل اسلام کہتے ہیں کہ جس نبی کے ظہور کا وعدہ کیا گیا ہے اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اس آیت میں مذکور نبی سے حضرت یوشع مراد لینے کی تردید میں جو دلائل پیش کی جاتی ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں کہ یوشع نبی موسیٰ علیہ السلام کے پاس موجود تھے اور توریت کی آیت میں وہ نبی موسیٰ علیہ السلام سے زمانۂ مستقبل میں مبعوث ہونے کی صراحت کی گئی ہے (اظہار الحق)

اس کے قطع نظر توریت میں موسیٰ علیہ السلام کے جیسا نبی مبعوث کرنے کا وعدہ ہے اور یوشع نبی موسیٰ علیہ السلام کے جیسے صاحب

شریعت نبی کہاں ہیں؟ وہ تو موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام بھی اس لئے اس کے مصداق نہیں ہو سکتے کہ وہ بھی کئی امور میں موسیٰ علیہ السلام کے جیسے نہیں ہیں۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح متاہل نہیں ہیں عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ مصلوب ہوئے ہیں موسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہیں۔ اور بہت سے ذاتی و شخصی حالات میں بھی موسیٰ علیہ السلام کے مانند نہیں ہیں اور نہ اُن کی کتاب اور شریعت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب وشریعت کی جیسی معاملات وحدود اور احکام قصاص و جہاد وغیرہ کو حاوی ہے۔ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ذاتی و عادی امور میں موسیٰ علیہ السلام کے مماثل ہیں۔ آپ کی شریعت بھی موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مشابہ معاملات وحدود و کفارات اور احکام قصاص و جہاد وغیرہ پر مشتمل ہے۔

ان وجوہ کے علاوہ جب توریت کی آیت میں وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے مبعوث ہونے کی صراحت موجود ہے تو یہ مضمون محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا صادق ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے بھائی عرب ہو سکتے ہیں اس لئے کہ بنی اسرائیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں اور عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کی چونکہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت کے سوا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اس لئے دعاے ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام اور توریت کی یہ آیت آپؐ پر پوری پوری صادق ہے جس میں کوئی اور شخص آپؐ کا شریک وسہیم نہیں ہے۔ یوشعؑ اور عیسیٰؑ جو خود بنی اسرائیل سے ہیں باعتبار نسبت اس کے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے بھائی نہیں بلکہ خود بنی اسرائیل ہی ہیں۔

یہود و نصاریٰ وغیرہ اہل کتاب مسلمانوں کے مقابلہ میں توریت سفر استثنا۔ باب اٹھارہ ہی کی پندرھویں آیت پیش کرتے ہیں جس کا عربی ترجمہ یہ ہے۔

فان الوب الھٰلک یقیم <u>من بینک</u> من بین اخوتک   تیرا معبود پروردگار تجھ میں سے تیرے بھائیوں میں سے نبی کو قایم کریگا۔

اس سے وہ حجت کرتے ہیں کہ اس میں ’’من بینک ‘‘ کے الفاظ ہیں جن کا اشارہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے پس جس نبی کا وعدہ کیا گیا ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل سے ہونا چاہیئے اور محمد بنی اسرائیل سے نہیں ہیں اس لئے وہ اس بشارت کے مصداق ہیں۔

علمائے اہل اسلام یہود و نصاریٰ کے اس استدلال کی تردید میں جو بحثیں کرتے یا کر سکتے ہیں اُن کا ایک قوی پہلو یہ بھی ہے کہ اس آیت میں ’’من بینک ‘‘ (تجھ میں سے) کے الفاظ الحاقی ہیں جو بعد میں متاخرین نے اضافہ کر دیئے ہیں متقدمین کی روایتوں میں نہیں ہیں۔ چنانچہ پطرس حواری نے یہی آیت لکھی ہے مگر اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ توریت کا یونانی ترجمہ جو دوسرے ترجموں سے زیادہ قدیم ہے اُس میں بھی ایسے الفاظ نہیں ہیں۔ اسٹیفانوس نے بھی یہ آیت لکھی ہے مگر اس میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں چنانچہ ان کی عبارت کا عربی ترجمہ یہ ہے۔

هٰذَا موسى الذى قال لبنى اسرائيل نبياً مجلى سيقيم	یہ موسیٰ ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو کہا کہ تمہارا معبود پروردگار
لكم الربا لٰهكم من اخوتكم له تسمعون.	تمہارے بھائیوں میں سے میرے جیسا نبی قائم کریگا اس کی بات سنو۔

پس جب یہ الفاظ الحاقی ہیں جو متقدمین کی روایتوں میں نہیں ہیں اور بعد میں متاخرین نے اضافہ کردیئے ہیں تو ان سے حجت لینا ہی درست نہیں ہے۔

علمائے اہل اسلام کی دوسری حجت اس الحاقی اضافہ کی تردید میں یہ ہے کہ توریت کی اس آیت میں ''من بینک'' کے ان الحاقی الفاظ کو صحیح تسلیم کرنے سے دوسری آیتوں اور بشارتوں سے صاف خلاف وتضاد لازم آتا ہے اس وجہ سے بھی یہ الفاظ قابل تسلیم نہیں ہیں۔

یہ ان مباحث کا خلاصہ ہے جو اہلِ اسلام اور عیسائیوں کے درمیان تقریراً تحریراً ہوتے رہے ہیں اور مناظرہ کی کتابوں مثلاً ''خطبات احمد'' ''اظہار الحق [1] '' عربی مطبوعہ مصر وغیرہ میں مفصل طور پر درج ہیں یا مسلمانوں کی طرف سے نصاریٰ وغیرہ کی تردید میں ہر وقت پیش کئے جاسکتے ہیں۔

اس تمام بحث سے جو اصول واضح ہورہا ہے اس کے نظر کرتے یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ جس طرح نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعلقہ بشارتوں میں متقدمین کی روایتوں کے خلاف متاخرین کا الحاقی اضافہ قابل حجت نہیں ہوسکتا اسی طرح امام آخر الزماں مہدیٔ موعود علیہ السلام کی متعلقہ احادیث میں بھی خود اہلِ سنت کے اصول پر متقدمین محدثین کی صحیح روایتوں کے مقابلہ میں متاخرین محدثین کا الحاقی حصہ یا اضافہ قابل حجت نہیں ہونا چاہیئے جبکہ وہ صحت کے درجہ سے ساقط اور دوسری روایتوں کے صریح خلاف بھی ہے اور اس کو صحیح ماننے سے اس سے زیادہ قوی دلائل کی مخالفت لازم آتی ہے۔

اس وقت تک جو تحقیق کی گئی ہے اس سے یہ مسائل پایۂ ثبوت کو پہنچے ہیں وہ تمام روایتیں اور اقوال جو اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کی بنا سمجھے جاسکتے ہیں وہ سب غیر صحیح اور بے اصل ہیں۔

شہر رومیہ کی فتح کو امام مہدی علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کا دجال کے قتل کرنے میں عیسیٰ علیہ السلام کی باب لد پر مدد کرنا کوئی اصلیت نہیں رکھتا۔

عیسیٰ علیہ السلام کا مہدی علیہ السلام کی اقتدا سے نماز پڑھنا یا اس کے برعکس کوئی صورت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

یہ حصہ متقدمین کی روایتوں میں متاخرین کے الحاق واضافہ کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ قابل اِعتنا نہیں ہے۔

---

[1] ۱۲۷۰ھ میں بمقام اکبرآباد (آگرہ) علمائے اہل اسلام اور عیسائی قسیسوں (پادریوں) کے درمیان مسئلہ نسخ۔ تحریف۔ تثلیث۔ حقیقتِ قرآن۔ اثبات نبوت محمد صلعم پر بحث کرنے کے لئے ایک مناظرہ مقرر ہوا تھا۔ مگر پہلے دو مسئلوں ہی میں عیسائی ہار گئے اور بقیہ مسائل میں بحث کرنے سے انکار کر گئے۔ اس کتاب اظہار الحق میں انہی مسائل کی تحقیق کی گئی ہے یہ کتاب فارسی اور اردو زبان میں تھی۔ یہ اس قدر مقبول ہوئی کہ مکہ معظّمہ میں اس کا عربی میں ترجمہ کیا گیا اور استنبول ومصر میں یہ ترجمہ اسی نام سے طبع ہوا۔

اس الحاق شدہ مضمون پر مشتمل روایتوں کے سلسلہ ہائے رُوّاۃ میں بھی کئی بحثیں ہیں۔

اس الحاق واضافہ کی روایتوں پران کے ضعف کی وجہ سے ''**زیادۃ الثقات معتبرۃ**'' کا اصول صادق نہیں آتا۔

اس الحاق واضافہ کی روایتیں مطلق کی تقلید یا عام کی تخصیص کے معیار پر بھی صحیح نہیں اترتیں۔

اصول حدیث کے نظر کرتے متاخرین کا الحاق واضافہ کردہ غیر صحیح حصہ متروکہ ہونا چاہیئے۔

مہدئ عباسی کی متعلقہ جن احادیث سے عیسیٰ علیہ السلام کا مہدئ عباسی کی اقتدا کرنا پایا جاتا ہے وہ دوگونہ ضعیف ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توریت وانجیل کی بشارتوں میں بھی الحاق واضافہ کی مثال ملتی ہے۔

علمائے اہلِ اسلام اسی بناء پر اُس کے نا قابل حجت ہونے پر اہل کتاب کے مقابلہ میں استدلال کرتے ہیں کہ یہ مضمون الحاقی ہے۔

اس تحقیق کے بعد اس مسئلۂ اجتماع کے اس پہلو پر سرسری نظر ڈالی جاتی ہے کہ اس کی کوئی قوی بنیاد اور صحیح ماخذ نہ ہونے کے علاوہ اس کو صحیح ماننے سے دوسری متعدد احادیث کی مخالفت اور انکار لازم آتا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے کہ توریت کی آیت میں ''**من بینک**'' کے الحاقی الفاظ کو صحیح تسلیم کرنے سے توریت کی دوسری آیتوں اور بشارتوں کا خلاف لازم آتا ہے ایسا ہی ''**امامھم المھدی**'' یا ''**امیر ھم المھدی**'' کے الحاقی الفاظ کو صحیح ماننے سے جس کا نتیجہ اجماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کے قائل ہونا ہے یہ مشکل صورت پیش آتی ہے کہ متعدد حدیثوں کے مضامین کو جھٹلانا اور ان سے انکار کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ اجتماع کے مفہوم سے ایسے متضاد ہیں کہ انمیں کسی طرح تطبیق ممکن نہیں ہے۔ ایک کے قائل ہونا دوسرے کے انکار کو متلزم ہے۔ مثلاً

حدیث اول جو صحیح مسلم ہی میں ابو ہریرہؓ ہی سے مروی ہے۔

انہ قال رسول اللّٰہ اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا الاٰخر منھما	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو خلیفوں سے بیک وقت بیعت کی جائے تو انمیں سے دوسرے کو قتل کردو۔

امام نووی شارح مسلم نے اس پر علماء کا اتفاق واجماع ہونا بیان کیا ہے چنانچہ ان کا قول ہے کہ:۔

اتفق العلماء علیٰ انہ لا یجوز ان یعقد لخلیفتین فی عصر واحد.	علماء کا اتفاق واجماع ہے کہ دو خلیفوں سے ایک ہی زمانے میں بیعت جائز نہیں ہے۔

جبکہ امام مہدیؑ وعیسیٰؑ دونوں خلیفے ہیں چنانچہ ثوبان کی حدیث سے جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے امام مہدی علیہ السلام کا خلیفۃ اللہ ہونا ثابت ہے۔ اور عیسیٰؑ بھی اگرچہ فائز بہ نبوت نہ رہیں گے اور نہ دعوئے نبوت کریں گے۔ لیکن خلیفۃ اللہ ضرور ہوں گے چنانچہ

آپؑ کا خلیفہ ہونا اس حدیث سے ثابت ہے کہ:۔

ینزل عیسیٰ ابن مریم خلیفة علیٰ امتی کیر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة الخ	عیسیٰؑ بن مریم میری امت پر خلیفہ ہوکر نازل ہوں گے اور صلیب (سولی) کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔

امت کو ان خلفاء اللہ سے بیعت کرنے کے واضح اور صریح احکام وارد ہیں لیکن مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا ایک وقت میں جمع ہونا فرض کیا جائے تو اس حدیث کے نظر کرتے کسی ایک ہی سے بیعت کرنا لازم آئے گا۔ چونکہ مہدی علیہ السلام پہلے سے موجود ہوں گے آپؑ سے پہلے بیعت ہوچکی ہوگی اور عیسیٰ علیہ السلام بعد میں نازل ہوں گے وہ معاذ اللہ فاقتلو الاٰخر کا مورد ہوں گے۔

ان احکام میں تخالف و تضاد کی یہ سب صورتیں ان دونوں خلیفۃ اللہ کے بیک وقت اجتماع کے قائل ہونے کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ دونوں خلیفۃ اللہ اپنے اپنے وقت میں علیحدہ علیحدہ مبعوث ہوں تو تضاد کی کوئی صورت ہی پیدا نہیں ہوتی اور ان تمام احکام میں کامل تطبیق ہوجاتی ہے۔ اس سے بدیہی طور پر ثابت ہے کہ اجتماع مہدیؑ و عیسیٰؑ کے قائل ہوں تو حدیث اذا بویع الخلیفتان سے انکار لازم آئیگا اور اس حدیث پر ایمان رکھیں جو اجماعی ہے تو اجتماع کے مسئلہ کو غلط کہنا ہوگا۔

حدیث دوم جو نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں ''ارطاۃ'' سے روایت کی ہے اور حافظ جلال الدین سیوطی نے ''العرف الوردی'' میں ان سے نقل کیا ہے۔

عن ارطأة قال بلغنی ان المهدی یعیش اربعین عاما ثم یموت علیٰ فراشه ثم یخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنین علیٰ سیرة المهدی بقاوه عشرین سنة ثم یموت قتیلاً بالسلاح ثم یخرج رجل من اهل بیت النبی علیٰ سیرة المهدی حسن الصورة یغزو مدینة قیصر و هوا اخر امیر من امة محمد صلعم ثم یخرج فی زمانه الدجال و ینزل فی زمانه عیسیٰ بن مریم.	ارطاۃ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مہدیؑ چالیس سال زندہ رہیں گے پھر اپنے بستر پر وفات پائیں گے پھر ایک شخص قحطان سے مہدیؑ کی سیرت پر نکلے گا جس کے دونوں کانوں میں سوراخ ہوگا جو بیس سال باقی رہیگا پھر ہتیار سے مقتول ہوکر وفات پائیگا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ایک شخص ہدایت یافتہ خوبصورت نکلے گا جو شہر قیصر پر حملہ کرلے گا اور وہ امت محمدیہ کا آخری امیر ہوگا پھر اس کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور اسی کے زمانہ میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔

یہ روایت ملا علی متقی نے ''برہان'' میں اور ملا علی قاری نے رسالۂ مہدی میں بھی نقل کی ہے۔

حدیث سوم جو نعیم بن حماد ہی نے کعب سے روایت کی ہے یہ ہے:۔

یموت المھدی ثم یلی بعدہ رجل من اھل بیت النبی صلعم الحدیث	مہدی (علیہ السلام) وفات پائیں گے پھر آپؑ کے بعد اہلِ بیتِ نبیؐ کا ایک شخص والی ہوگا۔ الیٰ آخرہ۔

ان دونوں حدیثوں میں صرف یہ اختلاف ہے کہ ارطاۃ کی روایت میں مہدی علیہ السلام کی رحلت کے بعد ایک قحطانی اور اس کے بعد اہل بیت نبی صلعم کا ایک شخص والی بننا درج ہے۔ اور کعب کی روایت میں مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلے اہل بیت کا ایک شخص اور اس کے بعد قحطانی کا والی بننا مذکور ہے۔ پہلی ترتیب بخاری و مسلم کی روایت کردہ حدیث اور خود نعیم بن حماد کی کعب سے مروی حدیث سے تعارض رکھتی ہے۔ اور مشہور محدثین کی تحقیق بھی اس ترتیب کے موافق نہیں ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ قحطانی کے متعلق متفق علیہ صحیح حدیث مرفوع جس کو بخاری و مسلم اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے یہ ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللّٰہ صلعم قال لا تقوم الساعۃ حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصا.	ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایک قحطانی شخص نہ نکلے جو لوگوں کو عصا سے ہانکے گا۔

علامہ قسطلانی شارح بخاری نے لکھا ہے کہ قحطانی عیسیٰ بن مریم کے زمانہ میں ہوگا۔

مقدسی کا قول ہے کہ قحطانی میں اختلاف ہے۔ ابن سیرین نے کہا ہے کہ قحطانی ایک مرد صالح ہے جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت امیر و حاکم رہیگا اور عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیگا (مخزن الدلائل)

پس اس حدیث اور ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امت محمدیہؐ کا آخری امیر جس کے زمانہ میں دجال خروج کریگا اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور جو عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھے گا وہ قحطانی ہے فاطمی نہیں ہے۔ اور جو شخص مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد والی ہوگا اور مہدی علیہ السلام کی سیرت و رَوش پر چلے گا اور مقتول بالسلاح ہوگا وہ فاطمی ہے اور اہل بیت نبی صلعم سے ہے قحطانی نہیں ہے۔ اس اختلاف کے قطع نظر دونوں حدیثوں کا یہ مضمون متحد ہے کہ دوسرا والی جو یا تو قحطانی ہوگا یا اہل بیت کا کوئی شخص وہ قیصر کے شہر کو فتح کرے گا اور وہی اُمتِ محمدیہؐ کا آخری امیر ہوگا اور اسی کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

پس یہ دونوں حدیثیں مجموعی طور پر اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کے صاف منافی ہیں کیونکہ ان حدیثوں سے قیصر روم کے شہر کی فتح اور دجال کا خروج اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یہ سب واقعات امام مہدی علیہ السلام کی وفات کے بہت عرصہ بعد ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

حدیث چہارم جو ابن عباسؓ سے مروی ہے جس کو ابوالفرج ابن جوزی نے جو روایاۃ کو سختی کے ساتھ جانچنے میں شہرت رکھتے ہیں کتاب الکشف میں لکھا ہے۔

روی عن ابن عباسؓ انہ ذکر المھدی فقال اسمہ محمد بن عبداللّٰہ و ھو رجل ربعۃ بہ یفرج اللّٰہ سبحانہ من ھذہ الامۃ کل کرب و یصرف بعدلہ کل جور ثم یلی الامر بعدہ اثنی عشرر جلا خمسین و ما ئۃ عاماثم یموتون فیضدالزمان.

ابن عباسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے مہدیؑ کا ذکر کیا اور کہا کہ مہدیؑ کا نام محمد بن عبداللہ ہے اور وہ قوی آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مہدیؑ کے واسطہ سے اس اُمت کی ہر سختی کو دفع کریگا اور مہدیؑ کے عدل سے ہر ظلم کو پلٹ دیگا۔ پھر مہدیؑ کے بعد بارہ شخص ڈیڑھ سو سال میں حاکم ہوں گے پھر وہ مرجائیں گے اور زمانہ خراب ہوجائے گا۔

حدیث پنجم جو کتاب الکشف ہی میں ہے۔

قدوجد فی کتاب دانیال اذا ما المھدی ملک خمس رجال و ھم من اولاد الحسن

دانیال کی کتاب میں یہ پایا گیا ہے کہ جب مہدیؑ کی وفات ہوجائے گی اولادِ حسن کے پانچ شخص مالک ہوں گے۔

ان دونوں راویتوں سے بھی امام مہدی علیہ السلام کی رحلت کے بعد کئی امیروں اور والیوں کا وجود پایا جارہا ہے اور ان کے بعد کہیں خروج دجال ونزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا۔

اجتماع مہدیؑ وعیسیٰؑ کا مسئلہ ان احادیث کے بھی صریح خلاف ہے جو ابن عباسؓ۔عبداللہ ابن عمرؓ۔علی کرم اللہ وجہہٗ۔امام جعفر۔رزین وغیرہ سے کسی قدر اختلافِ الفاظ کے ساتھ مروی ہوئی ہیں اور سب کا جزء مشترک ایک ہی ہے۔اجتماع کے قائل ہونا ان احادیث کے بھی صریح خلاف ہے کیونکہ ان احادیث سے بھی صاف طور پر امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا زمانۂ ظہور و بعثت علیحدہ علیحدہ وسطِ اُمت اور آخرِ اُمت مُعیّن ہے چنانچہ وہ احادیث بھی اسی سلسلہ میں درج کی جاتی ہیں۔

حدیث ششم جو ابن عمرؓ سے حاکم نے راویت کی ہے۔

کیف تھلک امۃ انا اولھا و عیسیٰ بن مریم اٰ کرھا

وہ اُمت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ ابن مریم جس کے آخر میں ہیں۔

حدیث ہفتم جو ابن عسا کر نے روایت کی ہے۔

کیف تھلک امۃ انا فی اولھا و عیسیٰ بن مریم فی اٰخرھا والمھدی من اھل بیتی وسطھا (ابراز الوہم المکنون)

وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ بن مریم جس کے آخر میں اور میری اہل بیت سے مہدیؑ اس کے درمیان میں ہیں۔

حدیث ہشتم جو ابونعیم نے اخبار مہدیؑ میں ابن عباسؓ سے راویت کی ہے۔

لن تهلک امة انا فی اولها و عیسیٰ ابن مریم فی اٰخرها والمهدی فی اوسطها

وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ بن مریم اس کے آخر میں اور مہدیؑ اس کے درمیان میں ہیں۔

حدیث نہم جو حنفیہ کی مشہور تفسیر ''مدارک'' میں آیت یاعیسیٰ

انی متوفیک و رافعک کیف تهلک امة انا فی اولها و عیسیٰ فی اٰخرها والمهدی من اهل بیتی فی وسطها

وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر میں اور میری اہل بیت سے مہدیؑ اس کے درمیان میں ہیں۔

حدیث دہم جو امام جعفر سے مروی ہے۔

عن جعفر عن ابیه عن جده قال قال رسول اللّٰه (صلی اللّٰه علیه و سلم) البشر والبشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدریٰ اوله خیر ام اٰخره کیف تهلک امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اٰخرها ولکن بین ذٰلک فیج اعوج یسوا منی ولا انامنهم . رواه وزین (عقدالدرر باب ۷۔ مشکوٰۃ باب ثواب ندہ الاوقع)

جعفر نے اپنے باپ کی اور وہ اپنے دادا کی روایت سے کہا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم کو خوشخبری خوشخبری ہو کہ میری اُمت کی مثال مینہہ کے جیسی ہے نہیں معلوم اس کا اول حصہ بہتر ہے یا اس کا آخری حصہ۔ وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور اس کے درمیان میں مہدیؑ اور اس کے آخر میں مسیحؑ ہیں۔ لیکن ان کے درمیان ایسی کج فہم جماعت ہے جو نہ میری ہے نہ میں اس کا ہوں۔ اس کو رزین نے روایت کیا ہے

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کا یہ سلسلۂ روایت گویا سلسلۃ الذہب ہے۔

حدیث یازدہم جو یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن عن ابیہ گویا یہ بھی اہل بیت ہی کے سلسلۂ روایت سے مروی ہوئی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آئندہ ہونے والی بہت سی باتیں فرمائیں انہی میں یہ بھی فرمایا کہ

یا علی کیف یھلک اللّٰہ امۃ انا اولھا و مھدینا اوسطھا والمسیح بن مریم اٰخرھا یا علی انما مثل ھذہ الامۃ کمثل الغیث لا یدری اولہ خیر ام اٰخرہ و بین ذالک نھج اعوج لستمنہ ولیس منی (کنزل العمال جلد ۸)

اے علی اللہ تعالیٰ اس امت کو کس طرح ہلاک کریگا جس کے اول میں ہوں اور اس کے درمیان میں ہمارا مہدیؑ اور اس کے آخر میں مسیحؑ بن مریم ہیں۔اے علی اس امت کی مثال مینہ کے جیسی ہے نہیں معلوم اس کا اول حصہ بہتر ہے یا اس کا آخری حصہ اور اس کے درمیان تیڑھا راستہ ہے جو میرا نہیں ہے۔

ان مذکورہ احادیث میں سے جن روایتوں سے دفع ہلاکت امت کیلئے امام مہدیؑ وعیسیٰؑ کی بعثت کی ضرورت ظاہر ہے ان سب کا مطلب اور مضمون بھی متحد ہے جو ایک دوسری کی موید ہیں۔اگر کسی روایت میں کچھ ضعف لاحق بھی ہے تو دوسری روایتوں سے جو اس کی شواہد کی جیسی ہیں اس کی تلافی ہوجاتی ہے۔ان احادیث میں سے نمبر ۶۔۷۔۸۔۹ اگرچہ بظاہر سلسلہ روّاۃ کے نظر کرتے مرفوع نہیں معلوم ہوتیں لیکن ان احادیث میں متکلم کی جو ضمائر منفصل ومتصل ہیں وہ حضرت رسول اللہ صلعم کی طرف راجع ہیں اور ان کے یہ الفاظ ''انا فی اولھا''''امتی''''من عترتی''''من اھل بیتی''''لستُ منہ''''لیسَ منی''وغیرہ کی نسبت خاص مخبر صادق ہی کی طرف صحیح ہوسکتی ہے۔اور ان کے کسی راوی خواہ کوئی صحابیؓ ہوں یا تابعی وغیرہ کی طرف یہ کبھی منسوب نہیں ہوسکتے یہ ان احادیث کے معنی مرفوع ہونے کا ناقابلِ انکار قرینہ موجود ہیں۔اور نمبر ۱۰ و ۱۱ تو لفظاً ومعنیً مرفوع ہیں۔

غرض یہ سب حدیثیں اس بات کی نص صریح یعنے صاف اور واضح دلیل ہیں جس میں ذرہ برابر خفا نہیں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ علی الترتیب وسطِ امت اور آخرِ امت ہے اور ان دونوں خلیفۃ اللہ کا ایک وقت میں مبعوث ہونا ان احادیث کے صریح خلاف ہے۔

پس ان احادیث کی رو سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس طرح ابتداء امت میں ہونا ایسا قطعی ہے کہ مہدیؑ وعیسیٰؑ کے ساتھ ایک زمانہ میں جمع ہونے کا احتمال محالات سے ہے۔اسی طرح انہی احادیث سے امام مہدی علیہ السلام کا وسط امت میں اور عیسیٰ علیہ السلام کا آخر امت میں ہونا بھی ایسا یقینی ہے کہ ان دونوں کا ایک زمانہ میں جمع ہونا محالات سے ہے۔

اصول روایت اور منقولی حیثیت سے اجماع مہدیؑ وعیسیٰؑ کے مسئلہ کی نفی میں جن وجوہ ودلائل سے اس وقت تک بحث ہوئی ہے ان میں بحثیت انفرادی بھی ہر ایک اس قدر واضح ہے کہ اس سے اس مسئلہ اجتماع کے ضعیف وبے اصل ہونے پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اور مجموعی طور پر تو بدرجۂ اولیٰ۔

اصول درایت اور اصولِ استقرا کے مطابق اس مسئلہ کے مالہ وماعلیہ پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ان وجوہ ودلائل کے مقابل اجتماع پر دلالت کرنے والی ایسی وجوہ وعلل نہیں پائی جاتیں جن سے ان دلائل کی تردید ہوتی ہو اور اجتماع کی ضرورت وصحت ثابت ہوسکے۔

دوسری احادیث سے بھی اس مسئلہ اجتماع کا وجود اور اس کی ضرورت کی تائید نہیں ہوتی گویا ان روایتوں کے شواہد بھی نہیں ہیں۔

اجتماع پر دلالت کرنے والی تمام راویتوں یا اقوال کے ضعف اور کمزوریوں سے قطع نظر کر کے ان کے مضامین ہی پر تحقیقی نظر ڈالی جائے تو کامل جانچ کرنے کے بعد بھی ان میں جو واقعہ ملتا ہے وہ فقط نزول عیسیٰؑ کے وقت صرف ایک نماز میں اقتدا کرنا یا باب لد پر قتلِ دجال میں عیسیٰ علیہ السلام کو مدد دینے کا ذکر ہے اور بس۔ پھر اس کے بعد ان دونوں خلفاء اللہ کی ملاقات کا یا ان دونوں کا کسی اور نماز میں ایک دوسرے کی اقتدا کرنے کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے۔ گویا غرض اجتماع یا بنائے اجتماع اس قدر محدود ثابت ہوتی ہے کہ اس کے سوا کوئی اور دنیوی یا دینی واخروی مصالح وفوائد اس اجتماع سے وابستہ نہیں ہیں۔

قیاسی وعقلی نقطۂ نظر سے مسئلہ کے متعلقات ولوازمات پر غور وخوض کیا جائے تو جو پیچیدہ مسائل اور مشکل صورتیں پیش آتی ہیں اور جن کا حل کرنا اس اجتماع کے قائل ہونے سے ضروری ہو جاتا ہے مگر ان مشکلات کا حل عقلی یا نقلی وجوہ ودلائل کے ساتھ مطلق موجود نہیں ہے۔ مثلاً مہدیؑ وعیسیٰؑ کا بیک وقت اجتماع فرض کیا جائے تو دو حال سے خالی نہیں کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا تابع ہوگا یا نہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا تابع نہ ہوگا اور دونوں مستقل طور پر خلافتِ الٰہی کے منصب پر فائز رہیں گے تو وہی اجتماع خلیفتین کے تمام احکام ونتائج اس صورت سے لاحق ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اس سے باہم اقتدا فی الصلوٰۃ کے اصل مسئلہ کی نفی لازم آ جاتی ہے جس پر اجتماع کا مسئلہ مبنی ہے کیونکہ اقتدا بھی اتباع ہی کی صورت ہے۔ جب ایک کا دوسرے کی اتباع نہ کرنا فرض کر لیا گیا ہے تو اس سے ایک دوسرے کی اقتدا بھی نہ کرنا لازم آ گیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ ان دونوں خلفاء اللہ میں سے کوئی ایک دوسرے کا تابع ہوگا تو یہ بھی دو حال سے خالی نہیں۔ یا عیسیٰ علیہ السلام مہدی علیہ السلام کے تابع ہوں گے یا مہدی علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کے ان دونوں صورتوں میں جب کہ کوئی ایک دوسرے کے تابع ہونا تسلیم کیا جائے تو تابع کے افعال واعمال متبوع کے حکم سے ہونا لازم آئے گا۔ تابع کے تمام افعال واعمال اور ان کے نتائج فی الحقیقت متبوع یا حکم دینے والے کی طرف منسوب ہوں گے چنانچہ موسیٰ وہارون علیہما السلام کی یہی حالت ہے کہ یہ دونوں نبی ہیں مگر ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی ہیں اسی لئے وہ با اختیار نہیں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے احکام کی تعمیل کرنا ہارون علیہ السلام کا کام ہے۔ تمام احکام وواقعات موسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف منسوب ہیں۔

پس یہاں بھی یہی صورت ہوگی۔ جن متعدد احادیث سے عیسیٰ علیہ السلام کے جو مخصوص فرائض ثابت ہیں جیسے صلیب کو توڑنا جزیہ کو موقوف کرنا۔ دجال کو قتل کرنا وغیرہ یہ سب اعمال مہدی علیہ السلام کے حکم سے انجام دیے جانا اور متبوع ہی کی طرف منسوب ہونا لازم آئے گا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کو مہدی علیہ السلام کے تابع ہونا فرض کیا جائے۔

اگر امام مہدی علیہ السلام کو عیسیٰ علیہ السلام کے تابع ہونا فرض کیا جائے تو مذکورہ مسائل سے بھی کہیں زیادہ پیچیدہ مسائل میں الجھنا لازم آئیگا کیونکہ اس صورت میں امام مہدی علیہ السلام کے تمام فرائض واحاکم اور اعمال وافعال عیسیٰ علیہ السلام کے حکم سے عمل میں آنا اور سب کی نسبت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہونا ضروری ہوگا مثلاً ختمیتِ دین کا خاص منصب جو امام مہدیِ موعود علیہ السلام سے مخصوص

ہے اور جس کو علمائے محققین اور صوفیا نے ختمیت ولایتِ خاصۂ محمدیہؐ سے تعبیر کیا ہے اور جو تمام انبیاء و اولیاء کی ولایت کا مخزنِ اصلی ہے اس میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کی تبعیت ماننا ہوگا وھذا خلف۔ (یہ امر مسلمہ کے خلاف ہی)

جو لوگ اجتماع مہدیؑ و عیسیٰؑ کے قائل ہیں انہی میں بعض یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام تمام روے زمین کے بادشاہ ہوں گے۔ آپؑ کے زمانہ میں تمام لوگ ایمان لائیں گے اور تمام ادیان باطلہ مٹ کر ایک ہی دین ہوجائے گا وہ ان تصورات کو امام مہدی علیہ السلام کی علامت سمجھتے ہیں لیکن یہ بھی غلط اور صرف خیالات و مفروضات ہی ہیں جن کا کوئی صحیح ماخذ اور واضح دلیل نہیں ہے۔ خصوصاً یہ مفروضات اور مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا بیک وقت اجتماع باہم ایسے متضاد تصورات ہیں جو کئی وجوہ سے منطبق نہیں ہوسکتے اولاً جب امام مہدی علیہ السلام کا خلیفۃ اللہ ہونا امر قطعی ہے اور اس کے ساتھ ہی آپؑ تمام روے زمین کے ظاہری بادشاہ بھی ہونا فرض کرلیا جائے تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کا بھی عین اسی وقت نزول یا ظہور ہونا یا مہدی علیہ السلام کو عیسیٰ علیہ السلام کے تابع فرض کرنے میں کوئی فوائد و مصالح نہیں ہوسکتے

ثانیاً جب امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں تمام روئے زمین کے سب انسان مومن ہوکر تمام ربع مسکون میں ایک ہی دین ہوجانا فرض کیا جاے تو عیسیٰ علیہ السلام کا امام مہدی علیہ السلام کے ہی زمانہ میں ظہور کرنا سنۃ اللہ کے مطابق نہوگا کیونکہ خلفاء اللہ کی بعثت کی تو اس وقت ضرورت ہوا کرتی ہے جب کہ لوگ دین سے گمراہ ہوجاتے اور اگلے ہادئ برحق کی تعلیمات اور احکام سے برگشتہ ہوجاتے ہیں جبکہ خلیفۃ اللہ یعنی امام مہدی علیہ السلام کی ہدایت سے کوئی گمراہ باقی نہ رہنا فرض کرلیا جائے تو عین اسی وقت دوسرے خلیفۃ اللہ یعنے عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور یا نزول اللہ تعالیٰ کی اس سنت جاریہ کے خلاف ہے

ثالثاً چونکہ نزول یا ظہور عیسیٰ علیہ السلام اور خروج دجال کا زمانہ بہت قریب قریب ہے ان دونوں کا ایک زمانہ میں موجود رہنا روایات سے ثابت ہے۔ اس لئے اجتماع مہدیؑ و عیسیٰؑ تسلیم کرنے سے امام مہدی علیہ السلام اور دجال بھی ایک زمانہ میں موجود رہنا لازم آتا ہے۔ لیکن امام مہدی علیہ السلام کا تمام روے زمین کے بادشاہ ہونا اور دجال کے زمانہ میں رہنا بھی ایسے متضاد ہیں کہ دونوں میں تطبیق نہیں ہوسکتی کیونکہ دجال کی نسبت احادیث میں یہ صراحت آئی ہے کہ

لا یبق شئی من الارض الاوطه و غلب علیه الامکة والمدینة الایاتیهما.	زمین کا کوئی حصہ باقی نہیں رہیگا جہاں دجال نہ روندا ہوا اور اس پر غالب نہ آ گیا ہو سوائے مکہ و مدینہ کے جہاں وہ نہ آ سکے گا۔

پس اگر امام مہدی علیہ السلام تمام روے زمین کے بادشاہ ہونگے اور خروج دجال کے زمانہ میں بھی رہیں گے تو دجال کا تمام روے زمین پر تسلط ہونا ممکن نہوگا اور اگر دجال تمام روے زمین پر مسلط ہونا صحیح ہو تو امام مہدی علیہ السلام عیسیٰؑ و دجال کے زمانہ میں رہکر تمام روے زمین کے بادشاہ نہ ہوسکیں گے۔

رابعاً خروج دجال سے پہلے امام مہدی علیہ السلام کا مبعوث ہونا اگر مسلم ہو اور آپ کے زمانہ میں تمام روے زمین میں ایک دین

اور تمام انسانوں کا ہدایت یافتہ ہوجانا فرض کرلیا جائے تو امام مہدی علیہ السلام کی موجودگی میں پھر دجال لوگوں کو بہکا کر اسی زمانہ میں گمراہ کرنا ممکن نہوگا اور اگر دجال لوگوں کو گمراہ کرنا صحیح فرض کیا جائے تو امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں تمام انسانوں کا ہدایت یافتہ ہوجانا صحیح نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں امر وقت واحد میں جمع نہیں ہوسکتے۔

غرض قیاسی وعقلی وجوہ سے بھی مسئلۂ اجتماع مہدیؑ وعیسیٰؑ کسی طرح صحیح ثابت نہیں ہوتا بلکہ اجتماع کے فرض کرلینے سے جو پیچیدہ صورتیں اور مشکل مسائل پیش آتے ہیں ان کا کوئی حل ان روایتوں میں نہیں ملتا جو اجتماع پر دلالت کرنے والی خیال کی جاتی ہیں۔اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اجتماع مہدیؑ وعیسیٰؑ نقلاً وعقلاً صحیح نہیں ہے۔

ان وجوہ کے قطع نظر صرف دونوں خلیفۃ اللہ ہونے کی جہت سے چند اور کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔

اول جبکہ ابن ماجہ کی ثوبان سے راویت کردہ حدیث سے مہدی علیہ السلام کا خلیفۃ اللہ ہونا ثابت ہے اس لئے آپ سے بیعت کرنا فرض ہے جیسا کہ **فبایعوہ ولو حبواً علی الثلج** کے ذریعہ تمام امت کو حکم دیا گیا ہے پس بالضرور تمام امت پر آپ سے بیعت کرنا فرض ہے۔اگر عیسیٰ علیہ السلام آپ کے زمانہ میں ہوں گے تو ان کو بھی مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنا فرض ہوگا کیونکہ **فبایعوہ ولو حبواً علی الثلج** کے خطاب میں سب افراد داخل ہیں۔

دوسرا یہ کہ آپ کا جو حکم ہوگا وہ امر خدا سے ہوگا کیونکہ خلیفۃ اللہ کی یہی شان ہے۔

تیسرا یہ کہ آپ کے دعوی کا ماننا فرض ہوگا کیونکہ آپ خلافت الٰہی کی جہت سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دعویٰ فرماتے ہیں۔

چوتھا یہ کہ آپ مجتہدین کی تقلید نہیں کریں گے کیونکہ ان کا حکم ظنی ہے اور خلیفۃ اللہ کا قطعی۔

پانچواں یہ کہ آپ کے حکم کا انکار کفر ہوگا کیونکہ آپ کے احکام خلیفۃ اللہ ہونے کی جہت سے ہیں۔

غرض یہ سارے لوازم خلیفۃ اللہ ہونے کے ہیں جن کا اقرار خلیفۃ اللہ ہونے کے اقرار سے لازم ہوجاتا ہے۔اگر عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ ہی کے زمانہ میں موجود ہوں گے تو اگرچہ عیسیٰؑ دعویٰ نبوت ورسالت نہیں فرمائیں گے مگر مُہم من اللہ اور خلیفۃ اللہ ضرور ہوں گے پس یہ سب امور آپ سے بھی متعلق ہوں گے یعنی آپ سے بھی بیعت کرنا۔آپ کا مجتہدین کی تقلید نہ کرنا۔آپ کے احکام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہونا۔آپ کا انکار کفر ہونا وغیرہ سارے لوازمات آپ کیلئے بھی ثابت ہوں گے جس سے ایسا تعارض اور نقص ثابت ہوگا کہ کسی ایک کی تعمیل وتکمیل دوسرے کی عدم تعمیل وعدم تکمیل کو متلزم ہے جو جائز نہیں ہے۔پس ان دونوں خلیفوں کا بیک وقت جمع ہونا بھی جائز نہیں ہے۔

ان عقلی ونقلی مباحث کے علاوہ جن کے نظر کرتے اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کا مسئلہ بے اصل وغیرہ صحیح بلکہ ناممکن الوقوع ہونا ثابت ہورہا ہے ایک اور منقولی پہلو جس پر اصولِ روایت واصول درایت کے مطابق غور کرنے سے بدیہی طور پر ہم صحیح فیصلہ کرسکتے ہیں یہ ہے کہ ان تمام احادیث کو دیکھنے سے جو امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق وارد ہیں ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور بھی علامات قیامت سے ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی علامات قیامت سے ہے۔لیکن علامات قیامت پر غور کرنے

سے ان دونوں صورتوں میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے اور بظاہر جو متضاد اشکال نظر آتے ہیں ان میں اصولِ درایت کے مطابق تطبیق ہو جاتی ہے۔

اہلِ سنت محدثین کے نزدیک علاماتِ قیامت کی دو قسمیں ہیں۔ایک وہ ہیں جن کا ظہور قیامت سے قبل ہونا تو ضروری ہے لیکن قیامت کے قریب ہونا ضروری نہیں ہے ایسی علامات و شرائط کو ’’اشراطِ صغریٰ‘‘ کہتے ہیں۔

اشراط و علاماتِ قیامت کی دوسری قسم وہ ہے جن کا ظہور قیامت سے پہلے اور قیامت کے قریب ہونا ضروری ہے ایسی علامات و اشراط کو ’’اشراط کبریٰ‘‘ کہتے ہیں۔

قیامت کی ’’اشراط صغریٰ‘‘ بہت سے امور میں جن کا ظہور قبل قیامت ہونا احادیث میں مذکور ہے یہاں تک کہ حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس وجود اور آنحضرت مشہور معجزۂ شق القمر بھی اشراطِ قیامت میں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اقتربت الساعة و انشق القمر (۲۷۔۸۔سورۂ قمر)	قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا۔
ایضاً. فهل ینظرون الا الساعة ان تاتیهم بغتة فقدجاء اشر اطها فانی لهم اذاجاء تهم ذکریهم (۲۶۔۶۔محمد)	کیا وہ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ایک دم سے ان پر نازل ہو سو اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں۔ پھر جب قیامت ان کے سامنے آ موجود ہو گی تو اس وقت ان کا سمجھنا ان کو کیا مفید ہو گا (یعنے قیامت کی علامتیں تو ظہور میں آ گئی ہیں)

ان سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور معجزۂ شق القمر مراد ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔

اشراط العلامات قال المفسرین ؟؟؟نشان القمر و رسالت محمد علیه السلام.	اشراط (سے مراد) علامتیں یا نشانیاں ہیں مفسرین کا قول ہے کہ وہ علامتیں جیسے شق قمر اور حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت ہیں (جو ظاہر ہو گئی ہیں)

تفسیر ’’لباب التاویل‘‘ میں لکھا ہے۔

قال المفسرون من اشراط الساعة انشقاق القمر و بعثة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم.	مفسرین کا قول ہے شق قمر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قیامت کی علامتوں میں ہے۔

چونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور شق القمر قیامت کی علامات ہونے کے باوجود قیامت سے بہت پہلے ان کا ظہور ہو گیا ہے۔اس لئے اس سے حضرت کی بعثت قیامت کی ’’اشراطِ صغریٰ‘‘ میں ہونا ثابت ہے۔

احادیث کی بعض کتابوں میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کو بھی ''اشراطِ صغریٰ'' میں شمار کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کا ظہور بھی قبلِ قیامت ہونا تو ضروریات سے ہے مگر قریب قیامت ہونا ضروری نہیں ہے۔

لیکن عیسیٰ علیہ السلام کو ''اشراطِ کبریٰ'' میں شمار کیا گیا ہے یعنی آپؑ کا ظہور یا نزول قریب قیامت ہونا ضروری ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی بعثت یا ظہور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ایک زمانہ میں نہیں ہے۔ اگر اس کے خلاف دونوں کا ایک ہی زمانہ میں جمع ہونا فرض کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ یا تو عیسیٰ علیہ السلام ''اشراطِ صغریٰ'' میں داخل ہو جائیں یا امام مہدی علیہ السلام کی بعثت ''اشراطِ کبریٰ'' میں شامل ہو جائے وہذا خلف (یہ بات امر مسلمہ کے خلاف ہے)

اُن صحیح احادیث سے بھی اس نظریہ پر مہر تائید و تصدیق ثابت ہوتی ہے جن میں اشراط کبریٰ کی تعداد دس بتائی گئی ہے چنانچہ صحیح مسلم ابن ماجہ۔ مسند امام احمد وغیرہ کتب احادیث میں حذیفہ سے روایت کی گئی ہے۔

عن حذیفة من اسید قال اطلع النبی صلی اللّٰه علیه و سلم علینا و نحن نتذاکر فقال لماتذاکرون قالوا تذکرالساعة قال انها لن تقو و حتی ترو اقبلها عشر آیات. فذکر الدخان والدجال ودابة الارض وطلوع الشمس من مغربها و نزول عیسیٰ بن مریم و یاجوج و ماجوج و ثلٰثة خسوف خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف بجزیرة العرب والخر ذٰلک نار تخرج من الیمن تطردالناس الٰی محشرھم۔

حذیفہ بن اسید کہتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے ایسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور آپؐ نے پوچھا کیا باتیں کر رہے ہو ہم نے عرض کیا قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ فرمایا جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں تم نہ دیکھیں قیامت ہرگز نہ ہوگی۔

پھر آپؐ نے دخان۔ دجال۔ دابۃ الارض۔ آفتاب مغرب سے طلوع ہونا۔ عیسیٰؑ بن مریم کا نزول۔ یاجوج ماجوج کا خروج۔ تین خسف یعنی مشرق۔ مغرب جزیرۂ عرب میں ہونے اور آخر میں یمن سے آگ نکلنے کا ذکر کیا جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور دوسری روایتوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا اور دجال کا نکلنا جس طرح بالاتفاق ''اشراطِ کبریٰ'' میں ہے اسی طرح نزولِ عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کی ''اشراطِ کبریٰ'' میں ہے لیکن کسی روایت میں بھی امام مہدی علیہ السلام کا ذکر ان دس ''اشراطِ کبریٰ'' میں نہیں ہے۔ اگر امام مہدی علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک وقت میں ہونے کا کوئی اصل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دس ''اشراطِ کبریٰ'' میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مہدی علیہ السلام کا بھی ضرور ذکر فرماتے دونوں ایک زمانہ میں نہیں ہیں بلکہ محدثین کی تحقیق کے موافق نزولِ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت ہے اور امام مہدی

علیہ السلام کا ظہور اشراطِ صغریٰ میں ہونے کی وجہ سے قریب قیامت نہیں ہے۔

وھذاھو الحق

الحمدللہ امام مہدیؑ و عیسیٰؑ کے اجتماع سے متعلق قریباً تمام ضروری مسائل معرض بحث میں آچکے ہیں اس لئے اس رسالہ کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے طالبانِ حق کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے **واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔**